در

فضائل آیۃ الکرسی

از تالیفات عالم اکمل و فاضل کامل حضرت مولٰنا مولوی

محمد عبد السمیع صاحب بیدل

نور اللہ مرقدہٗ

جس کو

محمد انوار ہاشمی مالک رسالہ "دین و دنیا" "خواجہ ڈپو"

و "نظامیہ دار الاشاعت" بازار چھتہ لال دہلی

فی ماہ ذیقعدہ ۱۳۴۱ھ میں

اقبال پرنٹنگ ورکس حویلی اعظم خاں دہلی میں چھپوا کر شائع کیا

اور

صرف ٹائیٹل محبوب المطابع دہلی نزد جامع مسجد میں چھپوایا

قیمت مجلد ۱۰/

فہرست مضامین کتاب فیضان قدسی

بے انتہا تعریف اس شہنشاہ عالیجاہ کو جسکی داستان وسیع البیان عظمت شان سے آیۂ کریمہ
كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ایک مختصر فقرہ ہی - اور درود نامحدود اس صاحب لولاک پر
جس کے جسم پاک کی اتصال سے قبر شریف کی خاک بتصریح فقہا ذوی الادراک کرسی و عرش
و افلاک سے افضل و اعلیٰ ہے اما بعد یہ امیدوار فضل حضرت باری عبد السمیع انصاری
شروع مقصد سے پہلے ایک حدیث صحیح نقل کرتا ہے جسکو تمام علماء دین نے بالاتفاق صحیح مانا
ہے متقدمین میں اکثر محدثین اور علماء دین نے اپنی کتابوں کو مثل صحیح بخاری وغیرہ اسی حدیث سے
شروع کیا ہے وہ یہ ہے فِي الْمِشْكٰوةِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یعنی مشکوۃ میں روایت ہے حضرت امیر المومنین سیدنا عمر بن الخطاب سے
اللہ تعالیٰ اُنسے راضی ہو وہ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے اِنَّمَا الْاَعْمَالُ
بِالنِّيَّاتِ یعنی درگاہ خداوندی میں یوں ہی شمار ہوتا ہے کہ کل عملوں کی جزا نیتوں کے مطابق ملتی ہے
فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَهِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ پھر جس کسی کا گھر چھوڑنا
اللہ اور رسول کی طرف چلنے کے لیے ہے تو وہ اللہ اور رسول ہی کی طرف شمار کیا جائیگا اور
ثواب دیا جائیگا وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلٰى دُنْيَا يُصِيْبُهَا اَوِ امْرَاَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهٗ اِلٰى
مَا هَاجَرَ اِلَيْهِ اور جسکا گھر چھوڑنا دنیا کی طرف ہو کہ اسکو حاصل کرے یا کسی عورت کے پیچھے
پڑا ہے کہ اس سے نکاح کرے تو اسکا گھر چھوڑنا اسی دنیا اور عورت کے پیچھے رہا یعنی جب
مقصود اسکا صرف دنیا اور لذت دنیا ہے تو اس فعل خاص میں اسکا حصہ محض دنیا ہے

دیگا ثواب اُسمیں نہ ملیگا اس حدیث کو صاحب مشکوٰۃ نے مسلم اور بخاری سے روایت کیا ہی لیکن فی الواقع یہ دو محدث کیا اس حدیث کو بہت علماء حدیث رحمہم اللہ نے روایت کیا ہی اس حدیث کے مشہور مشہور راوی دو سو ہیں اور بعض نے تین سو اور بعض نے سات سو شمار کئے ہیں واللہ اعلم ذکرہ المحدث الدہلوی

فائدہ اس حدیث کے اول جملہ فمن کانت ہجرتہ الی اللہ ورسولہ میں پھر دوبارہ اللہ و رسول کا نام دوہرایا اور فرمایا فہجرتہ الی اللہ ورسولہ اور دوسرے جملہ ومن کانت ہجرتہ الی دنیا یصیبہا او امرأۃ یتزوجہا میں پھر دوبارہ دنیا اور عورت کا نام نہ دوہرایا بلکہ یہ فرمایا فہجرتہ الی ما ہاجر الیہ اسمیں اشارہ ہی کہ اہل ایمان کو اللہ اور رسول کا نام پیارا ہی بار بار زبان پر آنے میں ایک حلاوت اور مزہ ہے بخلاف دنیا اور دنیا کی عورت کے کہ اُن کا ذکر بقدر ضرورت ہی بس ہی بار بار کیوں زبان پر لائے الحاصل یہ حدیث انسان کے عمل خالص کرنیکے واسطے ایک رکن اعظم ہے جب بندہ یہ جان لیگا کہ میرا مولیٰ نیت کے مطابق ثواب دیگا بالضرور وہ اپنی نیت درست کریگا اسیواسطے منقول ہے کہ اگلے محدثین ہر کام کے شروع میں یہ حدیث پڑہا کرتے تھے میں نے بھی اُن بزرگوں کی پیروی کرکے تبرکاً یہ حدیث شریف لکھدی تاکہ اس کتاب کا پڑہنے والا اپنی نیت صحیح کرے۔ اور خود میری نیت اس کتاب لکھنے میں یہ ہو کہ میں نے اکثر مسلمانوں کو دیکھا کہ انکو آیۃ الکرسی کی خوبیاں معلوم نہیں اور نہ کسی محدث کا کوئی رسالہ اسکی فضائل میں اپنی نظر سے گزرا اور نہ کسی سے میں نے سُنا اسواسطے میں نے چاہا کہ مجھکو اس آیت کا بیان جہاں تک معلوم ہو لکھدوں تاکہ اہل ایمان اس آیت کے الفاظ و معانی کی لذت اور برکت سے کامیاب ہوں معانی کی لذت یہ کہ اسکی شرح پڑہ کر ذات و صفات الٰہی کی شان پہچانیں اور الفاظ کی برکت یہ کہ جس مشکل اور حاجت میں با شرائط پڑہیں کشایش پائیں اور ہر نماز فرض کے بعد پڑہ لیا کریں تو مرنے کے ساتھہی بہشت میں جائیں اور انکے طفیل سے اللہ تعالیٰ اس ناچیز بندہ کو بھی نعیم

ابدی میں داخل کرے اور مرادات بھی حاصل کرے اور جب کوئی شائق ثواب یا طالب رب الارباب اس کتاب میں حلاوت پاکر میرے حق میں دعائے خیر فرمائیگا دو جہان میں بیڑا پار ہو جائے آمین یا رب العالمین رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ اس کتاب میں تین مقصد ہیں۔

اول مقصد یہ کہ اس آیۂ کریمہ کا نام آیۃ الکرسی کیوں ہے۔

دوسرا مقصد یہ کہ آیۃ الکرسی میں کیا کیا فضیلتیں اور کیا کیا تاثیریں ہیں۔

تیسرا مقصد یہ کہ اس آیۂ کریمہ کے معانی کیا ہیں اور کیا اسمیں عقائد اور کیا اشارات حقائق ہیں اور جس کتاب سے کوئی حدیث یا عمل یا مطلب لیا ہے خواہ وہ کتاب حدیث کی ہو یا اعمال عاملین کی اُسکا نام لکھدیا ہے تاکہ اگر کسی اہل علم کو شبہ پڑے تو اصل کتاب کو دیکھ کر اپنا شک مٹائے اور اس کتاب کا نام

فیضان قدسی و فضائل آیۃ الکرسی

رکھا اللہ تعالیٰ مجھکو اور اس کتاب پر نظر اور عمل کرنے والوں کو انوار فیضان قدسی سے معمور فرمائے آمین بِحُرْمَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الْاَمْجَادِ اِلٰى يَوْمِ التَّنَادِ

اوّل مقصد اس آیۂ کریمہ کو آیۃ الکرسی کیوں کہتے ہیں اسمیں پانچ قول ہیں ایک یہ کہ قرآن شریف کی صورتوں کا یہ حال ہے کہ جس چیز کا اُنمیں نام اور بیان آیا ہے وہی اُن سورتوں کا نام ہوگیا ہے مثلاً جس سورت میں یہ مذکور ہے اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً تو اُس سورت کا نام سورۃ البقرہ ہوا اور جس میں یہ بیان ہے وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ اُسکا نام سورۃ آل عمران ہوا اسی طرح اس آیۂ کریمہ میں جو لفظ کرسی آیا ہے اسکا نام آیۃ الکرسی قرار پایا دوسرا قول یہ ہے کہ وہ کرسی ایک جسم عظیم نورانی جسکو خدا تعالیٰ نے اسقدر وسیع بنایا ہے کہ اُس میں ساتوں آسمان ایسے ہیں جیسے کسی جنگل میدان میں حلقہ یعنی چھلا پڑا ہو اُس کرسی کے نیچے والے فرشتے آیۃ الکرسی پڑھنے والوں کے واسطے خدا تعالیٰ سے دعائے مغفرت مانگتے ہیں۔

تیسرا قول یہ ہے کہ اس کرسی مذکور کے فرشتے خود اس آیۃ الکرسی کی تلاوت کرتے رہتے ہیں (مجلس سابع تحفۃ الاخوان)

چوتھا قول گنج شائگاں حضرت شیخ الاسلام فریدالدین گنج شکر قدس سرہ الاطہر کی ملفوظات میں ہے کہ جب آیۃ الکرسی نازل ہوئی تب حضرت جبریل علیہ السلام کے ساتھ ستر ہزار وہ فرشتے مقرب جو کرسی کے گرد رہتے ہیں نازل ہوتے تھے اور جبریل علیہ السلام نے بیان کیا کہ آیۃ الکرسی پڑھنے والے کو اسقدر ثواب دینگے کہ جتنے فرشتے کرسی میں رہتے ہیں اور اسکو اللہ تعالیٰ اپنا مقرب بنالیگا کاتب الحروف کہتا ہے یہ روایت بھی عمدہ وجہ تسمیہ ہو سکتی ہے۔

پانچواں قول وجہ تسمیہ میں وہ ہے جو علامہ زرقانی شارح مواہب نے مقصد ثالث میں ذکر کیا ہے جسکا مفہوم یہ ہے کہ جو صورت زمین میں ہے اُسکی مثال کرسی میں موجود اور اسیطرح جسکی اقامت عرش میں ہے اُسکی مثال کرسی میں ہے پس کرسی جامع ہوئی جمیع صور وامثال ارضی وعرشی وسمائی کو اسیطرح اس آیہ کریمہ کا حال ہو کہ یہ جامع ہے تفصیل حقائق کو جیسا کہ آئندہ تفسیر اور شرح معانی سے اطلاع پاکر منکشف ہوگا کہ اس آیہ کریمہ میں کیا کیا مطالب مندرج ہیں الحاصل اس آیت کو بباعث جامعیت کرسی کے ساتھ تشبیہ کرکے آیۃ الکرسی نام کیا گیا واللہ اعلم

دوسرا مقصد اس بیان میں کہ اس آیہ کریمہ میں کیا کیا فضیلت اور کیا کیا تاثیر ہے

اکثر فضائل کتب حدیث سے منقول ہیں اور بعض خواص اور تاثیرات عملیہ کتب اعمال و اوراد سے بھی لکھے گئے ہیں چنانچہ نام کتاب ہر ایک مقام پر ظاہر کر دیا گیا ہے۔

اول فضیلت یہ ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی ہر نماز فرض کی بعد آیۃ الکرسی پڑھیگا اُسکو جنت میں جانے سے کوئی نہ روکے گا سوائے موت یعنی جبتک موت نہیں آتی اُسیوقت تک وہ جنت سے رکا ہوا ہے پھر مرنے کے ساتھ ہی جنت میں

داخل ہو جائیگا یہ روایت اکثر مفسرین مثل امام رازی و خطیب شربینی وغیرہ نے نقل فرمائی ہے اور مشکوٰۃ کے باب الذکر بعد الصلوٰۃ میں بھی مرقوم ہے اور ابن جوزی نے جو اس حدیث کو موضوع کہدیا ہے محدثین نے اُسپر اعتراض کیا ہے اور ثابت کیا اس حدیث کو بہت محدثین مثل نسائی و ابن حبان و بیہقی و دارقطنی و ابن سنی و طبرانی وغیرہ نے اور کثرت اسناد سے اس حدیث کا روایت کیا جانا دلیل صریح ہے کہ اس حدیث کی اصل صحیح ہے اور موضوع تو ہرگز نہیں (سفرالسعادۃ تصنیف صاحب قاموس وکتاب شوکانی)

دوسری فضیلت جو کوئی ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھیگا وہ دوسری نماز کے وقت تک خدا تعالیٰ کی پناہ اور امان میں رہیگا یہ روایت معجم طبرانی میں ہے (سفرالسعادۃ)

تیسری فضیلت جو کوئی ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھیگا موت کے وقت خود پروردگار ذوالجلال والاکرام اُسکی روح قبض کریگا اور ثواب اُسکو ملیگا گویا اُس نے جہاد فی سبیل اللہ کیا یہانتک کے اُسی میں شہید ہو گیا (نزہۃ المجالس)

چوتھی فضیلت جو کوئی اس آیۂ کریمہ کو ہمیشہ پڑھتا رہے اور ہر نماز کے بعد اُسکا ورد کرے اللہ تعالیٰ اُسکو فقر و فاقہ سے محفوظ رکھیگا اور جہاں اُسکو گمان بھی نہیں وہاں سے اُسکو رزق پہنچائیگا (دُرِّنظیم فی خواص القرآن العظیم)

تحقیق مسئلہ فرض نماز کے بعد چند وظائف مستحب ہیں استغفار یعنی اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ تین بار پڑھنا اور آیۃ الکرسی ایکبار اور اسیطرح قل ہو اللہ قل اعوذ برب الفلق قل اعوذ برب الناس اور تینتیس ۳۳ تینتیس ۳۳ بار سُبْحَانَ اللّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ اور ایکبار لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اور اپنے مقاصد کیلئے دعا کرنا کیونکہ بعد ادائے نماز قبولیت کا وقت ہوتا ہے اور دعا کو ختم کرنا اس کلام پر کہ سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ○ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ یہ سب درمختار وغیرہ میں

مذکور ہے کہ مستحب ہے اور شارحین نے ان امور کے فضائل میں حدیثیں نقل کی ہیں اور سوا
اسکے اور بھی بعض وظائف نماز کے بعد آئے ہیں لیکن اس قسم کی وظائف پڑھنا فجر اور عصر
میں بخوبی ہو سکتا ہے اور کسی کا کچھ اختلاف نہیں کیونکہ ان وقتوں میں جب فرض ادا کر چکے
اب کوئی سنت نماز نہیں جو پڑھی جائیگی پس وظائف جسقدر چاہے پڑھے لیکن جن وقتوں میں
بعد ادائے فرض سنتیں پڑھی جاتی ہیں یعنی ظہر مغرب عشا انمیں یہ حکم ہے کہ اگر امام سنت
پڑھنے میں بعد ادائے فرض تاخیر کریگا اُسکے حق میں مکروہ ہے اور اگر مقتدی یا تنہا نماز
پڑھنے والا تاخیر کرے گا اُن کے حق میں گو مکروہ نہیں مگر افضل اُن کو بھی یہی ہے کہ سنت
بلا تاخیر ادا کرے یہ حلبی نے شرح کبیر میں لکھا ہے اور اکثر محققین مثل صاحب فتح القدیر وغیرہ
یوں فرماتے ہیں کہ ان تین وقتوں میں فرض کے بعد اسقدر بیٹھے کہ جسمیں مختصر دعا کرے مثل
اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ یا کچھ ذرا
اس سے زیادہ لیکن طول نہ دے پھر جلد کھڑا ہو کر سنت ادا کرے پھر سنت کے بعد وہ
وظائف پڑھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ثابت نہیں کہ آپ فرض و سنت
کے بیچ میں یہ سب وظائف پڑھتے تھے جو آجکل کے آدمی آیۃ الکرسی اور تسبیحات
وغیرہ پڑھتے ہیں بنا علیہ افضل اور اولی یہ ہے کہ یہ سب وظائف سنتوں کے بعد پڑھا کریں
اور احادیث میں جو ان وظائف کا پڑھنا بعد نماز فرض ارشاد ہوا ہے اُس سے یہ مراد
نہیں کہ فرض نماز کا سلام پھیرتے ہی پڑھیں بلکہ جو شخص سنتیں ادا کرکے پھر پڑھیگا اُسپر بھی
یہ صادق آئیگا کہ اُس نے یہ ورد فرض نماز کے بعد پڑھا ہے یعنی فرض سے پہلے نہیں پڑھا اور
زیادہ تر ضرورت اس معنی کی اسواسطے پڑی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسقدر زیادہ
بیٹھنا بعد ادائے فرض ثابت نہیں بلکہ اُٹھ کھڑا ہونا واسطے ادائے سُنت کے ثابت ہے
حضرت عائشہؓ سے صحیح حدیث میں وارد ہوا ہے کہ آپ بعد فرض زیادہ نہ بیٹھتے تھے مگر
اتنا کہ یہ دعا پڑھ سکیں اللھم انت السلام الی آخرہ اور بعض روایات میں الفاظ چند

اور بھی ثابت ہوئے ہیں لیکن زیادہ دیر بیٹھنا ثابت نہیں اسیواسطے اولیٰ اور افضل یہ ہے
کہ آدمی سنتوں کو مقدم سمجھے کہ وہ موکدہ ہیں اور وظائف کو بعد کہ وہ مستحب ہیں و شمس الائمہ
نے جو فرمایا کہ اگر یہ وظائف اول پڑھے اور سنت پیچھے پڑھے لا باس ہے اسکا بھی وہی مطلب ہے
کیونکہ لفظ لا باس زیادہ تر ایسے موقع میں مروج ہے کہ وہ بات اولیٰ نہیں اور خیر اگر کسی نے
اسکو کیا تو گناہ نہیں پس کلام شمس الائمہ کا مفاد بھی یہی ہوا فرض کے بعد سنت ادا
کرنا افضل ہے اور یہ وظائف اُسکے بعد پڑھے لیکن جو شخص فرض نماز مسجد میں پڑھ کر
چلا جاتا ہے اور سنت اپنے گھر یا حجرہ وغیرہ میں جاکر پڑھتا ہے کیونکہ افضل ادائے سنت
میں از روئے احادیث یہی ہے ایسے شخص کو چاہیے کہ اوراد مذکورہ رستہ میں چلتا ہوا
پڑھے کہ اسمیں کچھ حرج نہیں بالاتفاق یہ سب گفتگو زیادہ دعا کرنے اور زیادہ وظیفہ پڑھنے
میں ہے اور جو شخص آیۃ الکرسی بعد فرض پڑھے اور پھر سنت ادا کرے یہ تاخیر اُس
درجہ میں نہیں کہ مکروہ ہو جائے یا یہ کہا جائے کہ ادائے سنت میں بہت دیر ہوگئی
اسواسطے کہ یہ مقدار قلیل ہے احادیث صحیحہ میں اسقدر فصل بین الفرض والسنۃ موجود ہے کما لا یخفی
پانچویں **فضیلت** یہ ہے کہ اسکا پڑھنے والا شیطان سے رات بھر محفوظ رہتا ہے ابوہریرہؓ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر کی
محافظت پر مقرر کیا تھا رات کو ایک شخص آیا اور صدقہ فطر کا غلہ دونوں ہاتھوں سے لپیں
بھر بھر لینے لگا میں نے اُسکو پکڑ لیا اور کہا کہ تجھ کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لیجیونگا
اُسنے کہا میں محتاج ہوں اور میرے بال بچے ہیں مجھ کو بڑی حاجت ہے تب میں نے اُسکو
چھوڑ دیا جب میں صبح کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا حضور نے فرمایا
اے ابوہریرہ کیا ہوا تیرا قیدی جسکو تو نے رات پکڑا تھا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ
اُس نے جب اپنی حاجت اور بال بچوں کا حال کہا مجھ کو رحم آیا میں نے اُسکو چھوڑ دیا
حضور نے فرمایا خبردار ہو ابوہریرہ بیشک اُس نے جھوٹ بولا اور وہ پھر بھی آئیگا بس

میں نے جان لیا کہ وہ پھر بھی ضرور آئیگا کیونکہ حضور کا فرمانا سچ ہے میں منتظر بیٹھ گیا اور وہ پھر آیا وہی لپیں بھر بھر کے لینے لگا میں نے اُسکو پکڑ لیا کہ ضرور لیجاؤنگا تجھ کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وہ کہنے لگا مجھ کو چھوڑ دے میں محتاج بال بچے دار ہوں اب پھر نہیں آؤنگا مجھ کو پھر رحم آگیا اور اُسکو چھوڑ دیا پھر صبح کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا پھر حضور نے فرمایا ای ابوہریرہ کیا ہوا تمہارا قیدی جسکو رات پکڑا تھا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اُس نے اپنی محتاجی اور عیالداری کا حال بیان کیا میں نے ترس کھا کر چھوڑ دیا ارشاد فرمایا خبردار رہو کہ اُس نے جھوٹ بولا اور وہ پھر آئیگا پھر میں منتظر بیٹھ گیا پھر وہ آکر اُسیطرح صدقہ فطر لینے لگا لپیں بھر بھر کر میں نے اُس کو پکڑ لیا اور کہا کہ ضرور لیجاؤنگا تجھ کو پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اب یہ تیسری بار ہے کہ تو کہتا ہے میں پھر نہیں آئیگا اور پھر آتا ہے اُس نے کہا مجھ کو چھوڑ دے میں تجھکو چند کلمات سکھا دونگا جس سے اللہ تعالیٰ تجھ کو نفع دیگا جب تو سونے کے لیئے لیٹے پوری آیۃ الکرسی پڑھ لے صبح تک اللہ تعالیٰ کیطرف سے تجھ پر ایک نگہبان رہیگا اور شیطان تیرے پاس نہیں پھٹکیگا تب میں نے اُسکو چھوڑ دیا پھر صبح کو میں حاضر ہوا حضور نے پوچھا کیا ہوا تمہارا قیدی میں نے عرض کی کہ مجھ کو چند کلمے بتائے ہیں جنسے اللہ تعالیٰ مجھکو نفع بخشے آپ نے فرمایا اَمَا اِنَّهٗ صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوْبٌ یعنی دراصل وہ جھوٹا ہے مگر آیۃ الکرسی کی جو خاصیت اُس نے بتائی وہ سچ ہے تو جانتا ہے کہ تو کس سے باتیں کرتا ہے تین رات سے میں نے عرض کیا کہ نہیں حضور نے فرمایا وہ شیطان ہے روایت کیا اس حدیث کو بخاری نے (مشکوٰۃ کتاب فضائل القرآن)

چھٹی فضیلت یہ کہ آیۃ الکرسی کا پڑھنے والا جنات کی دست درازی سے محفوظ رہتا ہے ابی ابن کعب کی بیٹی مجھ روایت کرتی ہیں اپنے باپ سے کہ اُن کے باپ نے خبر دی کہ میرا ایک خرمنگاہ تھا جسمیں ہری کھجوریں جھڑی ہوئی ڈالکر سکھلائی جاتی تھیں میں

اُسکی خبر لینے کو جایا کرتا تھا کیا دیکھا کہ وہ کھجوریں کم ہوتی جاتی ہیں ایک رات اُسکی نگاہبانی کو بیٹھا
گیا دیکھتا ہوں ایک جانور ہے مگر اُس میں ایسی مشابہت ہے جیسا کوئی نوجوان لڑکا ہو
اُس نے مجھ کو سلام کیا میں نے جواب دیا اور اُس سے پوچھا کہ تو جن ہے یا آدمی کہا جن ہوں
میں نے کہا اپنا ہاتھ لا اُس نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں یا تو وہ ہاتھ کتے کا سا پنجہ تھا اور
بال بھی اُسپر کتے کی طرح تھے میں نے کہا جنات کی پیدائش ایسی ہوا کرتی ہے اُس نے کہا
جنات میں کوئی مجھ سے زیادہ سخت نہیں میں نے کہا تجھکو کیا ہوا جو میری کھجوریں لیجاتا ہے
کہا میں نے سنا تھا کہ تو سخی آدمی ہے ہم نے چاہا کہ ہم بھی سخی کا رزق کھائیں پھر میں نے اُس سے
پوچھا کہ ہمکو کیا چیز پناہ دے سکتی ہے تم سے کہا یہ آیت جو سورۂ بقر میں ہے اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا
هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ جو کوئی اسکو صبح کے وقت پڑھے وہ شام تک ہماری طرف سے پناہ میں
رہیگا اور جو شام کو پڑھیگا وہ صبح تک پناہ میں رہیگا پھر جب صبح ہوگئی تو میں حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور قصہ رات کا سنایا حضرت نے ارشاد فرمایا صَدَقَ
الْخَبِيْثُ یعنی سچ بولا وہ بدذات اور اسی بارہ میں یہ بھی روایت ہے کہ حضرت زید بن
ثابت رضی اللہ عنہ اپنے باغ میں گئے وہاں کچھ کھڑکا سنا تو کہا یہ کیا ہے تب آواز
آئی کہ جنات کا ایک شخص ہوں ہمارے یہاں قحط پڑا ہے اس لیئے ہم نے چاہا کہ ہم تمہارے
پھل کھائیں تم جائز رکھتے ہو ہمارا کھانا انہوں نے کہا کہ ہاں پھر یہ کہا کہ مجھ کو وہ بات بتلاؤ
جو ہم کو جنات کی آفت سے بچائے کہا آیۃ الکرسی (روح البیان تحت آیۃ کرسی)

ساتویں فضیلت یہ ہے کہ اس آیۃ کریمہ کے پڑھنے سے جنات جل جاتے ہیں
امام غزالی رحمۃ اللہ نے ذکر کیا ہے ابی قتیبہ سے کہ اس نے کہا بیان کیا مجھسے بنی کعب کے
ایک بوڑھے آدمی نے کہ میں کھجوریں بیچنے کے واسطے شہر بصرہ میں داخل ہوا کوئی گھر ٹھہرنے کو ڈھونڈا
پھر ایک گھر ایسا پایا جسمیں مکڑی کی جالی لگی ہوئی تھی میں نے کہا یہ کیسا گھر ہے لوگوں نے کہا
یہ گھر غیر معمور ہے یعنی آباد نہیں میں نے اُس کے مالک سے کہا کرایہ پر دیدے اُس نے کہا

تو اپنی جان کی خیر منا اسمیں ایک خبیث دیو رہتا ہے جو کوئی اس گھر میں آتا ہے اُسکو مارڈالتا ہے میں نے کہا تو مجھکو کرایہ پر دیجیئے اور مجھکو اُس دیو کے ساتھ رہنے دے اللہ تعالیٰ میری مدد کریگا اُس نے کہا اچھا لے لو تب میں اُسمیں ٹھہرا جب رات کو خوب اندھیرا ہوگیا ایک شخص آیا کالی صورت اور دونوں آنکھیں ایسی جیسے آگ کے شعلے ہوں اور اس کے ساتھ ایک اندھیرا اور تاریکی تھی اور وہ میری طرف بڑھتا ہوا آنے لگا میں نے آیۃ الکرسی آخر تک پڑھی جو کلمہ اس آیت کا میں پڑھتا تھا وہی کلمہ وہ پڑھتا تھا جب میں اس کلمہ پر پہنچا وَلَا یَؤُدُہٗ حِفْظُھُمَا وَھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ اس نے کچھ نہ کہا میں نے اسی کلمہ کو بار بار پڑھنا شروع کیا تب وہ اندھیرا اور تاریکی جو چھپے ہوئی تھی جاتی رہی پھر میں ایکطرف سو رہا جب صبح ہوئی میں نے اُسجگہ جہاں وہ خبیث تھا آگ کا اثر دیکھا اور راکھ دیکھی اور یہ آواز کان میں آئی کہ تو نے بڑے خبیث دیو کو جلا دیا میں نے کہا کہ وہ کس چیز سے جل گیا کہا اس کلمہ سے وَلَا یَؤُدُہٗ حِفْظُھُمَا وَھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ (مجربات دیربی)

آٹھویں فضیلت یہ ہے کہ تمام جن و انسان سے محفوظ رہنے کے واسطے آیۃ الکرسی حصار ہے جب آدمی سفر میں یا کسی مقام خوفناک میں ہو تو کسی اوزار یا ہتھیار سے گرداگرد دائرہ کیطرح خط کھینچے اور اُسکے اوپر آیۃ الکرسی اور قل ھو اللہ اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس اور الحمد اور یہ آیت پڑھے قُلْ لَّنْ یُّصِیْبَنَآ اِلَّا مَا کَتَبَ اللّٰہُ لَنَا ھُوَ مَوْلٰىنَا وَعَلَى اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ٥ اس آدمی کو نہ کوئی آدمی ستائیگا نہ کوئی جن (الدر النظیم فی خواص القرآن العظیم)

نویں فضیلت یہ ہے کہ اسکی برکت سے جادوگر بھی گھر میں نہیں آسکتا حضرت علی کرم اللہ وجہہ روایت کرتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپ نے نہیں پڑھی جاتی یہ آیت کسی گھر میں مگر یہ کہ جدا ہو جاتے ہیں اُس سے شیطان تیس ۳۰ دن تک اور نہیں داخل ہوتا اُس میں کوئی جادوگر مرد نہ جادوگر عورت چالیس ۴۰ رات تک اے علی تعلیم کر یہ آیت اپنی

اولاد کو اور بی بی کو اور اپنے ہمسایوں کو اس لیے کہ اس سے زیادہ مرتبہ والی آیت کوئی نہیں اتری (روح البیان وکشاف وکبیر وخطیب شربینی وغیرہ)

دسویں **فضیلت** یہ ہے کہ آیۃ الکرسی پڑھنے والے کی برکت سے ہمسایوں تک کی بلائیں دور ہو جاتی ہیں بیہقی رحمۃ اللہ روایت کرتے ہیں کہ جو شخص سونے کے وقت آیۃ الکرسی پڑھیگا اللہ تعالیٰ اسکو امن میں رکھیگا اور اسکے ہمسایہ کو اور ہمسایہ کے ہمسایہ کو اور کتنے گھر اسکے گرداگرد تک امن میں رکھیگا (تفسیر خطیب بیضاوی و روح البیان وکشاف ومشکوۃ باب الذکر بعد الصلوۃ)

گیارھویں **فضیلت** ایک شخص کو خواب میں کچھ کچھ نظر آتا تھا اور بہت ڈرتا تھا بعض مشائخ کے پاس جو کہ صاحب تصرفات تھے گیا اور حال کہا انہوں نے فرمایا جب تو سونے کے لیے لیٹے تین بار اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھ اور تین بار آیۃ الکرسی اور جب اس لفظ پر پہنچے کہ وَلَا یَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ اس لفظ کو تین بار مکرر پڑھ پھر سو جا اس نے ایسا ہی کیا سب شکایت جاتی رہی (مجربات دیربی)

بارھویں **فضیلت** یہ ہے کہ بیمار کا معالجہ بھی اس آیہ کریمہ سے ہو سکتا ہے روایت ہے کہ ایک آدمی ایک درخت کیطرف چلا جب پاس آیا اسمیں حرکت معلوم ہوئی آدمی بولا تو کون ہے کچھ جواب نہ دیا پھر اس نے آیۃ الکرسی پڑھی تب وہ شیطان اوپر سے اترا اس نے کہا ایک آدمی ہمارا بیمار ہے ہم کیا علاج کریں کہا یہی پڑھو جسکو پڑھ کر مجھے درخت سے اتار دیا (روح البیان)

تیرھویں **فضیلت** جسکو خفقان ہو یا دل یا جگر میں درد ہو یا پیٹ میں مروڑا ہو تین مرتبہ آیۃ الکرسی پاک وصاف برتن میں لکھے پھر اسے پاکیزہ پانی سے دھو کر پیئے اور پینے کے وقت کہے کہ میں نے نیت کی ہے اپنی شفا کی اس بیماری سے اور بیماری کا نام زبان سے کہے انشاء اللہ تعالیٰ شفا ہو جائیگی (مجربات دیربی)

چودھویں **فضیلت** جسکو بلغم کا زور ہو سات کنکریاں سفید نمک کی جو بہت بڑی بڑی نہ ہوں

لیکن ہر کنکری پر سات سات دفعہ آیۃ الکرسی پڑھے اور اُن کنکریوں کو سات دن تک نہار
کھائے انشاء اللہ تکلیف جاتی رہیگی (مجربات دیربی)

پندرہویں فضیلت یہ کہ اگر مجنون پر پڑھی جائے تو وہ ہوش میں آجائے ابن مسعود سے روایت
ہے کہ جو کوئی پڑھے چار آیتیں اول سورہ بقرہ کی اور ایک آیۃ الکرسی اور دو آیتیں اسکے بعد کی
اور تین آیتیں آخر سورہ بقرہ کی اُسدن شیطان پاس نہ آیگا نہ اسکے گھر والوں کے اور نہ کوئی
بات ناپسند پیش آویگی اور جس مجنون پر پڑھی جاویگی اُسکو ہوش آجائیگا (سنن دارمی)

سولھویں فضیلت جسکو مرگی کا عارضہ ہو گیارہ مرتبہ یہ آیہ کریمہ پڑھ کر دم کیا جائے ہوش میں
آئیگا (مجربات دیربی)

سترہویں فضیلت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم
سے کہ جو کوئی اپنے گھر سے نکلے اور آیۃ الکرسی پڑھے اللہ تعالے اُسکے لیے ستر ہزار فرشتے
بھیجتا ہے کہ وہ اُسکے واسطے دعا اور استغفار کرتے رہتے ہیں پھر جب وہ واپس آکر گھر میں
داخل ہو اور آیۃ الکرسی پڑھے اللہ تعالیٰ اُسکے دونوں آنکھوں سے فقیری دور کردے گا
(تحفۃ الاخوان و نزہۃ المجالس) میں کہتا ہوں آنکھوں سے فقیری کا نکالدینا اور دور کرنا شاید
یہ ہو کہ انسان جب حریص ہوتا ہے اُسکی آنکھیں خواہی نخواہی دنیا کے مال و اسباب پر پڑتی
ہیں اور جب اللہ تعالیٰ اُسکو غنی کر دیتا ہے تو وہ سیر چشم ہو جاتا ہے اِدھر اُدھر نظر نہیں ڈالتا
واضح ہو کہ یہ روایت جو نزہۃ المجالس میں ہے حضرات چشت میں شیخ الاسلام فرید الدین
گنج شکر قدس سرہ الاطہر کی ملفوظات میں بھی موجود ہے۔

اٹھارہویں فضیلت جو کوئی اس آیہ کریمہ کو ہمیشہ پڑھتا رہے صبح شام اور جب گھر میں
داخل ہو اور جب بچھونے پر لیٹے وہ امن میں رہیگا مرض سے بلا سے رات کی وحشت سے
اُسکا گھر محفوظ رہیگا آگ لگنے سے اور مال چُرائے جانے سے (درنظیم)

حکایت ایک شخص کے پاس بکریاں تھیں وہ انکی پناہ اور نگہبانی کی نظر سے آیۃ الکرسی

ہر روز رات کو پڑھا کرتا تھا ایک رات اُسپر نیند غالب ہوئی تھوڑی آیۃ الکرسی پڑھنے پایا تھا کہ آنکھیں بند ہوگئیں پھر جب ذرا آنکھ کھلی باقی آیۃ الکرسی اُسوقت تمام کی جب صبح کو اُٹھا بکریوں میں ایک آدمی دیکھا پوچھا تو کون ہے کہا میں ہمیشہ رات کو بکری چورانے کو آتا تھا بکریوں کے گرد ایک دیوار دیکھتا تھا ناکام چلا جاتا آج میں نے دیکھا کہ دیوار کے بیچ میں رستہ خالی ہے میں اُس رستہ سے اندر آ گیا پھر وہ راستہ خود بخود بند ہوگیا (نزہۃ المجالس)

اُنیسویں فضیلت مشکل کشائی اور حاجت روائی کے واسطے واضح ہو آیۃ الکرسی ایکسو تیرہ حرف ہیں جو کوئی آدھی رات کو قبلہ رو بیٹھ کر جہاں کسی کی آواز نہ آتی ہو ایکسو تیرہ مرتبہ آیۃ الکرسی پڑھے جو حاجت اللہ تعالیٰ سے مانگیگا خدا پوری کریگا۔

دوسری ترکیب رسولوں کی شمار علیہم الصلوٰۃ والسلام تین سو تیرہ (۳۱۳) ہے اور اسی طرح جنگ بدر کرنے والی اور اسیطرح اصحاب طالوت بھی تین سو تیرہ (۳۱۳) تھی جو کوئی حاجت والا اس شمار کی موافق یعنی تین سو تیرہ (۳۱۳) بار آیۃ الکرسی پڑھے پھر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پکڑ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرے دین و دنیا کی جو حاجت ہوگی اللہ تعالیٰ پوری کریگا انشاء اللہ تعالیٰ (مجربات دیربی)

بیسویں فضیلت جو کوئی مٹی کی پاک ٹھیکری پر آیۃ الکرسی لکھ کر اپنے غلہ میں رکھدے وہ چرایا نجاویگا (در نظیم)

حکایت حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ مردان خدا میں ایک بڑے کامل گذرے ہیں علم ظاہر میں ایسی مقتدا اور مقبول کہ انکی حدیث بخاری و مسلم و ترمذی وغیرہم محدثین رحمہم اللہ نے اپنی کتابوں میں درج کی ہے جیسا کہ ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہے اور علم باطن میں بھی ایسی رہنما کہ مشائخ و اہل دل لوگوں میں عام طور پر انکے انوار و اسرار پھیلی جیسا کہ نفحات الانس و تذکرۃ الاولیا وغیرہ سے ظاہر ہے لیکن انکا ابتدائی حال اچھا نہ تھا ان کے بہت شاگرد چیلے اور رہزن تھے یہ اُنکے استاد اور سردار تھے لیکن انجام کار

تائب ہوئے اور جس جس کے حق تلف کیے تھے سب سے معاف کرا کے سب کو رضامند کیا پھر ریاضت
اور معرفت اور زہد و تقویٰ وغیرہ میں وہ درجہ حاصل کیا کہ علماء ظاہر و باطن کی کتابیں انکی تعریف میں
بھری ہوئی ہیں الحاصل ان کا ایک قصہ دل حال کا یہ ہو کہ انھوں نے ایک قافلہ لوٹا اُن کے
اسباب میں ایک تھیلی پائی جسمیں روپے بھرے ہوئے تھے اور اُسمیں آیۃ الکرسی لکھی ہوئی تھی آپ نے
قافلہ میں پکارا کہ اس تھیلی کا مالک کون ہو مالک نے جواب دیا کہ میں آپنے وہ تھیلی اُسکو واپس
دیدی آپکے ماتحت کے آدمی رنجش ظاہر کرنے لگے کہ کیوں روپیوں کی تھیلی واپس دی آپنے فرمایا
میں دُنیا کا رہزن ہوں دین کا رہزن نہیں اس آدمی نے جو آیۃ الکرسی لکھی تھی اُسنے عالموں سے
سنا ہوگا کہ اُس مال کا اللہ تعالیٰ نگہبان ہوتا ہی جسپر آیۃ الکرسی پڑھیں یا لکھدیں اب اگر میں اسکی
یہ تھیلی جسمیں آیۃ الکرسی لکھی ہوئی تھی رکھ لیتا اور اسکو نہ دیتا اُسکے دلمیں علماء اسلام حقیر ہوجاتے
اور دین میں بھی شک لاتا اور میں اسبات پر راضی نہیں کہ میرے سبب سے کسی کے دین
وایمان میں فرق آئے (تحفۃ الاخوان)

اکیسویں فضیلت یہ ہو کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے جو کوئی آیۃ الکرسی پڑھیگا اللہ تعالیٰ اُسکیلئے
ایک فرشتہ بھیجے گا کہ اگلے دن کی اس ساعت تک اُسکی نیکیاں لکھتا اور بُرائیاں مٹاتا رہیگا یہ روایت
تفسیر روح البیان اور بیضاوی میں ہے اور شوکانی نے جو یہ حدیث ابن عدی سے روایت کر کے لکھا ہے
کہ اسکی اسناد میں مجہول راوی ہیں تو بعد اس کے یہ بھی لکھا کہ اسکو حکیم ترمذی نے انس سے مرفوعاً اور
دیلمی نے ابی موسیٰ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

بائیسویں فضیلت مغیرہ جو اصحاب عبداللہ سے ہیں فرماتے ہیں جو کوئی سورہ بقرہ سے دس
آیتیں سوتے وقت پڑھ لیا کریگا حفظ کیا ہوا قرآن نہ بھولے گا وہ چار آیتیں شروع بقرہ کی اور
ایک آیۃ الکرسی اور دو آیتیں اسکے آگے کی اور تین آیتیں خاتمہ سورہ بقرہ کی ہیں (سنن دارمی)

تیئسویں فضیلت سلمان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جو آیۃ الکرسی
لکھے اپنی دہنی ہتھیلی پر زعفران سے پھر چاٹ لے پھر لکھے پھر چاٹ لے اسیطرح سات بار لکھے اور چاٹے

وہ کوئی چیز نہیں ہولیگا اور ملائکہ اُسکے واسطے استغفار کرینگے (درنظیم)

چوبیسویں فضیلت جو کوئی قرضدار ہو وہ چت لیٹ کر اسکو مرتبہ پڑھے اللہ تعالیٰ اسکا قرض اُتار دیگا انشاءاللہ تعالیٰ۔

پچیسویں فضیلت جو کوئی مصیبت کے وقت اللہ تعالیٰ سے فریاد کریگا آیۃ الکرسی اور آمن الرسول پڑھ پڑھ کر اللہ تعالیٰ اُسکی فریاد کو پہونچے گا۔

چھبیسویں فضیلت سلمان فارسی روایت کرتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جو کوئی پڑھا کرے آیۃ الکرسی اللہ تعالےٰ اُسپر تلخی موت آسان کرے گا۔

ستائیسویں فضیلت حدیث میں ہے جو شخص یہ چاہے کہ میرا گھر خیر و برکت سے بھر جائے وہ آیت الکرسی بہت پڑھے (نزہتہ المجالس میں یہ سب مذکور ہیں)

اَب وہ فضائل لکھتا ہوں جو آیۃ الکرسی کے شرف ذاتی پر دلالت کرتے ہیں فوائد و تاثیرات سے بحث نہیں

اٹھائیسویں فضیلت نجم الدین نسفی نے تفسیر میں روایت کی ہے کہ جب آیۃ الکرسی نازل ہوئی ہر آیت کے ساتھ اسی ہزار فرشتے اُترے تھے اور غالباً اس راوی نے لفظ آیت سے کلمہ مراد رکھا ہے یعنی ہر کلمہ کے ساتھ اسقدر فرشتے اُترے (نزہتہ المجالس)

انتیسویں فضیلت امام احمد رحمتہ اللہ کے مُسند میں اور نیز کتب معتبرہ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہو کہ سورہ بقرہ قرآن میں ایسی ہے جیسا کوہان یعنی بہت بلند ہے اسکی ہر ہر آیت کے ساتھ اسی اسی فرشتے نازل ہوئے اور آیۃ الکرسی جو قرآن کی کل آیات میں بہتر ہے عرش کے نیچے سے اُتار کر اس سورۃ میں رکھدی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آیت الکرسی سورہ بقرہ کا دل ہے اور واقعی تامل اور غور کے ساتھ دیکھئے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس سورۃ کی تمام مطالب اسی آیۃ الکرسی کے گرد اگرد دوران کرتے ہیں

وہ جو بمنزلہ جان اس آیت میں واقع ہوا ہے وہ لفظ الحی القیوم ہے کہ تمام آیتیں سورۃ
کی گویا اس اسم پاک کی مظاہر اور شیون ہیں جسطرح انسان کے اعضا مظاہر اور شیون ہیں
جسطرح انسان کے اعضا مظاہر اور شیون میں جان پاک کیواسطے اور تفصیل اس مقام
کی بہت طویل ہے الی آخرہ (تفسیر عزیزی شروع سورۃ بقرہ) واضح ہو کہ جناب شاہ
عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بعد اس کلام مذکورہ بالا کے حی وقیوم کے ساتھ مناسبت
جمیع آیات کو بوجہ لطائف واشارات کے ساتھ بیان فرمایا ہے شائقین اصل کتاب میں ملاحظہ
فرمائیں **تیسویں فضیلت** روایت ہے کہ اس آیۃ کریمہ کو ہمیشہ وہی پڑھیگا جو صدیق یا عابد
ہوگا یہ روایت کیا بیہقی نے شعب الایمان میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے (خطیب
شربینی وبیضاوی وکبیر وکشاف وروح البیان وغیرہ)

اکتیسویں فضیلت حضرت ابی بن کعب صحابی رضی اللہ تعالی عنہ جنکی کنیت ابو المنذر
ہے روایت فرماتے ہیں کہ مجھ کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ای ابو المنذر تو جانتا ہے کہ کتاب
اللہ کی کونسی بڑی آیت تیرے پاس ہے میں نے عرض کیا کہ اللہ جانے اور اللہ کا رسول
پھر دوبارہ حضور اقدس نے پوچھا تب میں نے عرض کیا کہ اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم
یعنی آیۃ الکرسی بڑے رتبہ کی آیت ہے پھر حضرت نے میرے سینہ پر ہاتھ مارا اور فرمایا۔
لیھنک العلم ابا المنذر گوارا ہو تجھ کو علم یعنی مبارک ہو ای ابو المنذر یہ حدیث صحیح مسلم کی
ابواب فضائل القرآن میں تحت کتاب صلاۃ المسافرین مندرج ہے اس حدیث سے آیۃ الکرسی
کی فضیلت ثابت ہوئی کہ صحابی نے اسکو سب آیتوں میں اعظم بیان فرمایا اور حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے اسکو تسلیم فرمایا بلکہ انکی سمجھ پر داد دی کہ سینہ جو مقام علم ہے اسپر خوش ہو کر ہاتھ
مارا اور دعا فرمائی کہ لیھنک العلم اس سے یہ بھی اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت میں علمی درجہ اعظم ہے

بتیسویں فضیلت یہ ہے کہ آیۃ الکرسی عرش پر اللہ تعالی کی تقدیس کرتی ہے واضح ہو
کہ حدیث ابی بن کعب صحابی کی جو بروایت مسلم ابھی گزری ہے اسکو روایت کیا ہے

ابن ابی شیبہ نے بھی اُسی اسناد صحیح سے جو مسلم رحمۃ اللہ کی اسناد ہے لیکن اسمیں اسقدر اور زیادہ
ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے ثمّ قال والذی نفسی بیدہ ان لہذہ الآیۃ لسانا و
شفتین تقدس الملک عند ساق العرش یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ابی بن
کعب کو فرمایا لیہنک العلم ابا المنذر اُسکے بعد یہ بھی فرمایا کہ مجھکو اُسکی قسم جسکے قبضہ میں میری جان
ہے بیشک اس آیۂ کریمہ کے لیے ایک زبان اور دو لب ہیں ساق عرش کے پاس اللہ تعالی
کی پاکیزگی بیان کرتی ہے (تفسیر معالم التنزیل و تفسیر خطیب و کلمس سراج تحفۃ الاخوان

تینتیسویں فضیلت دیلمی نے مسلسل روایت کی ہے ابی امامہ سے کہ وہ کہتے ہیں میں نے
سنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کہ آپ فرماتے تھے میں نہیں دیکھتا کسی آدمی کو جو اسلام میں پیدا
ہو کر مرتبۂ عقل و فہم کو پہنچا ہو کہ وہ رات کو سو جائے اور نہ پڑھے آیۃ الکرسی اگر تم جان لو جو
اسکی حقیقت ہے اور جو اسمیں فضیلت ہے تم نہ چھوڑو اسکو کسی حال میں بیشک رسول صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھکو دی گئی ہے آیۃ الکرسی عرش کے نیچے سے اور مجھسے پہلے کسی پیغمبر
نہیں دیگئی فرمایا علی کرم اللہ وجہہ نے کہ جبسے میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے
کسی رات میں نے اس کو نہیں چھوڑا سونے سے پہلے پڑھ لیتا ہوں ابو امامہ فرماتے ہیں کہ
میں نے جب سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے سنا ہے اُسدن سے میں نے کبھی نہیں چھوڑا
اس حدیث کی جسقدر راوی ہیں ہر ایک نے یہی بیان کیا ہو کہ جب سے میں نے سنا ہو
اسکو ترک نہیں کیا (شرح المواہب للزرقانی فی المقصد الثالث) اور حضرت شیخ محدث
دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی شرح سفر السعادت میں اس حدیث کو جمع الجوامع سے نقل کیا
ہے لیکن اُسکے آخر میں اسقدر مضمون زیادہ ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا میں اسکو
ہر رات میں تین بار پڑھتا ہوں جب دو رکعت سنت بعد عشا پڑھتا ہوں اُنمیں پڑھتا
ہوں پھر وتر میں پڑھتا ہوں پھر سونے کے وقت پڑھتا ہوں۔

چونتیسویں فضیلت ایکبار صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین باہم تذکرہ کر رہے تھے

کہ قرآن شریف میں کیا چیز افضل ہے تب امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا اَیْنَ اَنْتُمْ عَنْ
آیَۃِ الْکُرْسِیِّ یعنی تم کہاں ہو غفلت میں آیۃ الکرسی سے پھر آپنے ایک حدیث روایت فرمائی
رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جسکے آخر میں یہ لفظ ہیں سَیِّدُ الْقُرْاٰنِ الْبَقَرَۃُ وَسَیِّدُ الْبَقَرَۃِ
اٰیَۃُ الْکُرْسِیِّ یعنی قرآن میں سردار سورت سورۂ بقرہ ہے اور سورۂ بقرہ میں سردار آیۃ
الکرسی ہے (روح البیان و خطیب ۱۹۹ و کشاف ۱۸۱ و کبیر و غیرہ) اور ابو ہریرہ سے روایت ہے
کہ فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر چیز میں ایک بلندی ہوتی ہے اور قرآن کی
بلندی سورۂ بقرہ ہے وَفِیْہَا اٰیَۃٌ ہِیَ سَیِّدَۃُ اٰیِ الْقُرْاٰنِ اٰیَۃُ الْکُرْسِیِّ یعنی سورۂ بقرہ میں
ایک آیت ہے کہ قرآن کی آیتوں میں سردار ہے وہ آیۃ الکرسی ہے (سنن ترمذی جلد ثانی)
اور بعض احادیث میں یوں بھی وارد ہے اِنَّ اَعْظَمَ اٰیَۃٍ فِی الْقُرْاٰنِ اٰیَۃُ الْکُرْسِیِّ۔ یعنے
بیشک قرآن میں سب سے زیادہ عظمت والی آیۃ الکرسی ہے۔

فائدہ عظیمہ جاننا چاہیے کہ آیۃ الکرسی کی عظمت اور سیادت دو وجہ سے معلوم ہوتی ہے۔
ایک یہ کہ سب سے اعلی اور سب سے اعظم اللہ تعالے کی ذات پاک ہے اور اس آیت میں
اللہ تعالی کا ذکر سترہ بار آیا ہے کہیں صاف ظاہر نام اور کہیں کھلی ضمیر اور کہیں چھپی ضمیر اور
یہ بات کسی آیت قرآنی میں حاصل نہیں پانچ بار نام الہی ظاہر ہو کر آیا ہے۔ اللہ۔ الحی۔
القیوم۔ العلی۔ العظیم۔ اور نو بار کھلی ضمیر ہو کر آیا ہے۔ ھو۔ لا تاخذہ۔ لہ۔ عندہ۔
باذنہ علمہ۔ کرسیہ ولا یؤدہ۔ وھو۔ اور تین بار چھپی ضمیر ہو کر آیا ہے۔ یعلم بما
شاء۔ حفظھما یعنی یعلم شاء حفظ میں جو ضمیر چھپی ہوئی ہے سب کے لیے فاعل ہے۔

دوسری یہ کہ اس میں ذات وصفات باری تعالی کا علم مفصل موجود ہے کہ جو اہل اسلام
کے لیے واجب الاعتقاد ہے اسکا بیان اختتام آیۃ الکرسی پر کیا جائے گا انشاء اللہ تعالی
حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ اے طالب صادق اگر تو تلاش کرے گا وہ اسماء
حسنی حق سبحانہ تعالے شانہ کی کہ جنمیں اسکی توحید و تقدیس ہے اور ڈھونڈھیگا اسکی صفات

عالیہ وہ سب کے سب آیۃ الکرسی میں موجود پائیگا اور اسیواسطے حدیث شریف میں آیا
ہے کہ وہ سب آیات قرآنی میں سردار ہے اور اسمیں شک نہیں کہ سورۂ آل عمران کی
دوسرے رکوع میں جو یہ آیت شَہِدَ اللّٰہُ اَنَّہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الی آخرہٖ اسمیں توحید ہے
اور قُل ھُوَ اللّٰہُ اَحَد میں توحید اور تقدیس ہے اور آل عمران کے تیسرے رکوع میں
جو یہ آیت ہے قُلِ اللّٰھُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ الی آخرہٖ اسمیں افعال الٰہی
اور اُسکی قدرت کا بیان ہے اور سورۂ الحمد میں صفات الٰہی بطور رمز و اشارات مذکور ہیں
کھلے طور پر نہیں ہیں لیکن آیۃ الکرسی میں کھلے طور پر خوب بیان ہے اور آیۃ الکرسی کی قریب قریب
صفات الٰہی کا بیان سورۂ حشر کی آخر آیتوں میں یعنی ھُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ
عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّہَادَۃِ الی آخرہ اور سورۂ حدید کے اول آیتوں میں یعنی سَبَّحَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ اور دو تین آیتیں اسکے آگے تک میں بیان چند اسمار و صفات کا ہے لیکن یہ
سب ملکر چند آیتیں ہیں ایک آیت نہیں آیۃ الکرسی میں یہ خوبی ہے کہ یہ ایک آیت ہوکر
جمیع صفات الٰہیہ اور مقاصد اعتقادیہ کو محیط ہے اسیواسطے اسکو فرمایا ہے آیۃ الکرسی سَیِّدَۃُ
اٰیِ الْقُرْاٰنِ تمام ہوا کلام امام غزالی رحمۃ اللہ کا (زرقانی شرح مواہب لدنیہ مقصد ثالث)
اس تقریر سے اُس شبہ کا بھی جواب نکل آیا جو اعتراض کیا کرتے ہیں کہ قرآن شریف اللہ تعالیٰ
کا کلام ہے اور اُسکا کلام سب اعلیٰ ہے پھر اُسمیں یہ تفرقہ کسطرح ہو کہ بعض کلام بہت اعلیٰ
درجہ کا ہے اور بعض اُس سے کم درجہ کا

جواب کی تقریر یہ ہے کہ کلام الٰہی میں دو باتوں کا لحاظ ہے ایک یہ کہ یہ خدا تعالیٰ کا کلام
ہے ہدایت عالم کے لیے نازل ہوا جب فقط اسبات پر نظر کیجاتی ہے تو سب کلام الٰہی یکساں
ہے ہرگز ایک آیت کو دوسری آیت پر فضیلت نہیں دوسری بات کا لحاظ یہ ہو کہ ہم دیکھیں
اللہ تعالیٰ کے کلام میں کسکا نام اور بیان ہے اگر شیطان اور ہامان اور فرعون وغیرہم کا
ذکر ہے تو یاد رکھنا چاہیے کہ [illegible] کلام الٰہی [illegible]

ہرگز شریف نہیں وہ کون شیطان وہامان وفرعون اور اگر کلام الٰہی میں خود ذات وصفات
الٰہیہ کا بیان ہو تو یہاں ذکر بھی شریف ہے یعنی کلام خدا اور مذکور بھی شریف ہو یعنی ذات
وصفات الٰہیہ پس جمع ہوگئے اس مقام میں دو شرف ایک ذکر کا شرف دوسرا مذکور کا شرف
اسیواسطے آیتیں افضل ہیں دوسری قسم کی آیتوں سے پھر جن آیتوں میں ذکر خدا ہی اُن میں
بھی تفاوت ہو کسی میں تھوڑا بیان ہے کسی میں بہت زیادہ تو جسمیں کامل طور پر ذات وصفات
کا بیان ہوگا لابد وہ آیت سب آیتوں سے افضل ہوگی اور ایسی آیت کو جو ارباب عقول
گہری نظر سے قرآن میں ڈھونڈتے ہیں آیۃ الکرسی کو پاتے ہیں جسطرح تصدیق اُسکی کلام امام
غزالی رحمۃ اللہ سے اوپر گزر چکے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو خوش ہوکر دست مبارک
سینہ ابی بن کعب پر مارا اور سینہ مقام علم ہے اور دعا بھی دی تو کہ اے ابوالمنذر مبارک
ہو تجھکو علم یہی دلیل ہے کہ آیۃ الکرسی کا اعظم الآیات ہونا اسی باعث سے ہے کہ اسمیں
اسرار الٰہیہ بہت ہیں اور یہ آیت علم توحید کا مخزن ہے صاحب مدارک التنزیل فرماتے ہیں
جب آیۃ الکرسی بباعث علم توحید اشرف الآیات ٹھہرے تو علم توحید بالضرور اشرف العلوم
ٹھہرا انتہی کلامہ لیکن میں جانتا ہوں کہ میرا یہ بیان مجمل دربابِ مخزن العلوم ہونے آیۃ الکرسی
کے ناظرین و طالب کو کافی نہوگا جب تک کچھ مفصل طور پر اس آیہ کریمہ کے معانی ولطائف
واشارات پر اطلاع نہ ہوجائیگی اسیواسطے میں نے اس رسالہ میں تیسرا مقصد قائم کیا ہے
وباللہ التوفیق

تیسرا مقصد اس بیان میں کہ اس آیہ کریمہ کے معانی کیا ہیں وہ کیا اسمیں عقائد اور کیا اشارات وحقایق ہیں۔

قولہ تعالیٰ۔ اللہ۔ یہ نام ہے حضرت واجب الوجود معبود حقیقی کا جو خالق الارض والافلاک
ہے جسکی ذات جمیع صفات کمالیہ سے موصوف اور تمام عیوب ونقایص سے پاک ہے اس
نام کی تحقیق میں بڑے بڑے علماء مدہوش حیران ہیں چند وجوہ سے مخزن البیان ہیں

ابو زید بلخی نے فرمایا کہ یہ لفظ سریانی ہے اصل میں لاھا تھی پھر زبان عرب میں معرّب بنکر اللہ ہوگیا اور بعض علمائے کرام اسکو عبرانی فرماتے ہیں (طحطاوی) اور جو محققین اسکو لفظ عربی فرماتے ہیں انمیں بھی اختلاف ہے کسی نے سمجھا کہ یہ صفت ہے کسی نے جانا کہ اسم ہی پھر دوسرا اختلاف اور ہے کوئی کہتا ہی کہ یہ لفظ جامد ہے یعنی یہ لفظ بذات خود مستقل بنا ہے مشتق نہیں کہ کسی دوسری لفظ سے بنایا گیا ہو کوئی کہتا ہے کہ نہیں نہیں یہ دوسرے لفظ سے مشتق کیا گیا ہے اسکی اصل اِلٰہٌ ہے پھر انمیں بھی کئی قول ہیں کوئی کہتا ہے کہ اسکا مصدر اَلْاِلٰھَۃُ بروزن و معنی عِبَادَۃٌ باب فتح یفتح سے ہے اور اِلٰہٌ بروزن فِعَال بمعنی مَعْبُوْدٌ ہے جسطرح اِمَامٌ بمعنی مَاموم" پھر جب لفظ اِلٰہ کو خاص ذات واجب الوجود میں مستعمل کیا تب بقصد تعظیم و تفخیم اول میں الف لام داخل کیا اَلْاِلٰہُ ہوا لیکن اس لفظ میں ثقالت تھی اور بندوں کی زبان پر بار بار آتا تھا لازم ہوا کہ اسکی ثقالت دور کی جائے دونوں لاموں کے بیچ میں جو ہمزہ بشکل الف تھا نکالکر دونوں لام کو ملاکر مشدد کر دیا گیا (اَللّٰہ) ہوگیا اور کوئی کہتا ہے لفظ اللہ کی اصل جو اِلٰہٌ ہے وہ اِلٰہٌ سے نکلا ہے جو مصدر باب سمع یسمع کا بمعنی تسکین و قرار ہو اسکی یاد اور قربت اور معرفت سے جو ارواح اور قلوب کو تسکین اور قرار حاصل ہوتا ہے اس لئے اُسکا نام پاک اللہ ہوا اور کوئی کہتا ہے اَلِہَ بروزن سمع جو بمعنی تحیّر اور گھبرانیکے ہے لفظ اللہ اس سے بنا ہے کیونکہ اُسکی عظمت اور جلال میں سب متحیر ہیں اور کوئی کہتا ہے کہ اس لفظ کی نکاسی لَاہَ یَلُوْہُ سے ہے جو پوشیدہ ہونیکے معنی میں ہے ایک شاعر عرب نے کہا ہے ؎

لَاھَ رَبِّیْ عَنِ الْخَلَائِقِ طُرًّا ❊ خَالِقُ الْخَلْقِ لَا یُرٰی وَ یَرَانَا

یعنی چھپا ہے میرا پروردگار خلق کی نظروں سے خلق کا پیدا کرنیوالا نہیں کہائی دیتا اور وہ ہم کو دیکھتا ہے (عینی شرح ہدایہ اور تفسیر بیضاوی میں بھی اسکی قریب قریب مذکور ہے بلکہ کچھ اور زائد بھی) اور بعض محقق ایسا ہی فرماتے ہیں کہ اصل حرف اللہ میں ھا ہو تھی جو آخر میں ہے اور وہ عربی میں ضمیر غائب ہے پھر لام ملکیت کا اسمیں بڑھایا (لَہٗ) ہوا پھر اظہار تفخیم و تعظیم کے لئے تعریف کا

الف لام زیادہ کیا اَللّٰہ ہوا (تفسیر علامہ علی مہائمی)

اشعار: اسم ذات اولاً ہمیں اِلٰہ بود پس لام تعریف و اختصاص فزود پس چون شد اشباع کردہ فتحۂ لام پس با الف شد حروف اسم تمام (سلسلۃ الذہب جامی) یعنی اس نام کے اول میں جو لفظ اَل ہے یہ لام تعریف ہے اسکے بعد جو دوسرا لام ہے کہ وہ لام تخصیص ہے پھر اس لام کی فتحہ کو جب اشباع کیا یعنی تلفظ میں کھینچکر پڑھا الف پیدا ہوا (اَللّٰہ) ہوگیا تمام اختلافات کہانتک بیان ہوں خلاصہ یہ ہے کہ صاحب قاموس لکھتے ہیں کہ لفظ اللہ میں بیس مقام پر اختلاف ہے اھ اور شامی شارح درمختار نے سیر سید شریف سے کیا معقول و مقبول تقریر نقل فرمائی ہے یعنی جسطرح اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات میں عقلیں حیران ہیں اسیطرح اُنکے اسم ذات میں بھی سرگردان اور پریشان ہیں گویا اُنکی ذات پاک کی انوار عظمت و جلال کا عکس نام میں بھی آچکا کہ اولی الابصار کی بینائیاں اُسپر ٹھہر نہیں سکتیں ؎

چو نام این ست نام آور چہ باشد … معظم تر بود از ہر چہ باشد

ہر چند یہ ثابت ہو چکا کہ اس نام پاک کی تحقیق ایک مقام حیرت ناک ہے اور حیرت ہی موجب اختلاف اصحاب ادراک ہے لیکن حدیث (اِذَا رَأَیْتُمُ اخْتِلَافًا فَعَلَیْکُمْ بِالسَّوَادِ الْأَعْظَمِ) یہ حکم دے رہی ہے کہ جب تم علماء امت میں اختلاف دیکھو لازم پکڑو بڑی جماعت کو اور اس مسئلہ خاص میں جو نظر کیجاتی ہے جمہور علماء ربانیین کا مذہب اور سواد اعظم کا مشرب جنمیں امام اعظم اور دیگر ائمہ عظام بھی ہیں یہ ہے کہ اللہ لفظ عربی ہے اور کسی دوسرے لفظ سے نہیں بنا جیسے اُنکی ذات پاک لم یلد ولم یولد ہے اسیطرح اُنکا نام پاک بھی کسی دوسرے لفظ سے نہیں پیدا ہوا اور یہ لفظ اسم ہے صفت نہیں کیونکہ معنی وصفی کلی ہوتے ہیں غیر کی شرکت کو نہیں منع کرتے پھر اگر لفظ اللہ صفت ہوتا تو کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہنے سے ہرگز توحید ثابت ہوتی اور نہ اُسکا پڑھنے والا مسلمان ہوتا حالانکہ یہ اجماع کے خلاف ہے کیونکہ اس کلمہ پڑھنے سے بالاتفاق مسلمان ہو جاتا ہے اور یہ لفظ خاص توحید الٰہی کے لئے موضوع ہے پس یقیناً اسم ثابت ہوگیا کہ

اللہ خاص ذات خدا ہی کا نام ہے جسمیں ہرگز کسی کی شرکت متصور نہیں اور یہ جو ہم نے
مذہب جمہور بیان کیا ہے امام رازی رحمۃ اللہ تفسیر کبیر میں اور علامہ عینی رحمۃ اللہ شرح
ہدایہ میں لکھتے ہیں ھو المختار وھو قول الخلیل وسیبویہ وقول اکثر الاصولیین
والفقہاء اھ اور صاحب تحفۃ الاعالی لکھتے ہیں وھذا اختیار الامام الاعظم
ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور تفسیر شامی رحمۃ اللہ نے لکھا ہے کہ اسیطرف ہیں امام ابو یوسف و
امام محمد اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اور مدارک التنزیل میں ہے کہ یہی تحقیق ہے
نزدیک زجاج اور حسین ابن الفضل کے اور تفسیر علی مہائمی قدس سرہ میں ہے کہ یہ قول ہے
اکثر محققین کا مثل خلیل و خطابی و امام الحرمین و امام غزالی رحمہم اللہ اھ

فائدہ اولیٰ مجربات دیربی میں ہے کہ یہ نام پاک قرآن شریف میں دو ہزار تین سو ساٹھ
مقام پر آیا ہے

فائدہ ثانیہ لفظ اللہ کا لام ہمیشہ پُر کر کے پڑھنا چاہیئے اسکا طریق قاریان قرآن سے جو کہ
تجوید جانتے ہیں سیکھنا چاہیئے زجاج نے کہا ہے کہ اس لام کو تفخیم کے ساتھ یعنی پُر کر کے پڑھنا
سنت ہے اور کل عرب کا اسپر اتفاق ہے اور کل کا متفق ہونا دلیل ہے کہ یہ قدیم سے اسیطرح
وراثۃً پہنچا ہے (کشاف وغیرہ) لیکن یہ پُر کر کے پڑھنا اس حالت میں بالاتفاق سنت ہے
کہ اس لام سے پہلے زبر یا پیش ہو اور اگر اول میں زیر ہو اسوقت میں مذہب جمہور یہ ہے
کہ پُر نہ کریں بلکہ نرم پڑھیں اور بعضے اس حالت میں بھی پُر کرنیکو سنت جانتے ہیں (بیضاوی وغیرہ)

فائدہ ثالثہ اس نام پاک میں کئی خاصیتیں ہیں جو دوسرے اسمائے الٰہی میں نہیں۔

ایک خاصیت لفظ اللہ کی کتاب ظاہری میں یہ ہے کہ جسوقت تم لکھو اللہ اسوقت
تو ظاہر ہے کہ یہ لفظ صحیح بامعنی ہے اب اسکا الف اول سے دور کر کے دیکھیئے تو یہ شکل باقی
رہجائے گی (للہ) اس شکل کو پڑھ سکتے ہیں لِلّٰہِ جیسا کہ وارد ہوا ہے قرآن میں وَلِلّٰهِ
خَزَائِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اب دو لام میں سے ایک لام گھٹائیے تو باقی رہیگا (لہ)

اسکو پڑھ سکتے ہیں لَہٗ جیسے لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ اب دوسرا لام بھی الگ کر دیجیئے تو فقط ہُ مضموم رہجا ئیگی جو ضمیر غائب ہے اور اس ضمیر کا یہ حال ہے کہ اگر کسی کلمہ میں ملا کر لکھتے ہیں تو صرف ہائے ہوز لکھتے ہیں اور جب کسی کلمہ سے متصل نہیں ہوتی تو اُسمیں واو ملا کر لکھتے ہیں جیسے (ھو) یہ لفظ بھی ذات پاک پر دلالت کرتا ہے ھُوَ الْحَیُّ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوْ یہ خاصیت اس نام پاک میں ایسی ہے کہ کسی اسم الٰہی میں نہیں (تفسیر کبیر) اور جب تو حذف کرے اللہ سے پہلا لام باقی رہیگا الہ اور جب دونوں لام کو گرادے تب رہجائیگا (اٰہ) (مجربات دیربی) شیخ الشیوخ سلطان العارفین خواجہ احمد یسوی قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ آہ اسم ذات ہے اور ذکر میں داخل ہے اس ذکر کا نام ذکر چار ضربی رکھا ہے پچھلی رات کو اکثر یہی ذکر کرتے ہیں شروع اسم حی سے کرتے ہیں اور تمام آہ پر اسطرح حی آہ آہ آہ حی آہ (لب العارف تفسیر قل ہو اللہ) یہ تفسیر لب لعارف مشرب اہل تصوف پر تالیف ہوئی ہے اسکے سوا کسی اور تفسیر میں میری نظر سے آہ کا اسم ذات ہونا یا نہ ہونا نہیں گزرا اصل حال اللہ جانے (مؤلف) اور جب تو دوسرا لام اور آخری ہ کو گرادے باقی رہیگا ال یہ بھی سریانی میں اسم عظیم ہے (مجربات دیربی) اہل تفسیر تحقیق اسرائیل میں لکھتے ہیں کہ ایل خدا کو کہتے ہیں میں کہتا ہوں شاید خدا کو ال بھی کہتے ہوں واللہ اعلم (مؤلف)

دوسری خاصیت اسکے معنی میں ہے یعنی جب پکارے اللہ تعالیٰ کو اسطرح کہ یا رَحْمٰنُ تو ہم کہیں گے کہ تو نے اُسکو صفت رحمت سے یاد کیا اور صفت قہر سے نہیں یاد کیا اور اسیطرح پکاریگا یا عَلِیْمُ ہم کہیں گے تو نے اُسکو صفت علم سے یاد کیا اور صفت قدرت وغیرہ سے یاد نہیں کیا لیکن جب تو اسطرح پکاریگا یا اَللّٰہُ ہم کہیں گے کہ تو نے اللہ تعالیٰ کو تمام صفات کمالیہ سے یاد کیا کیونکہ اسم یہ دلالت کرتا ہے ذات پر اور ذات شامل ہے جمیع صفات پر یہ خاصیت بھی اس اسم میں ایسی ہے کہ کسی اسم الٰہی میں نہیں۔

تیسری خاصیت کلمہ شہادت جیسے پڑھنے سے کافر مسلمان ہوجاتا ہے وہ

اسی نام سے حاصل ہے اگر کوئی کافر بجاے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا الرَّحْمٰن یا بجاے اشہد
ان لا الٰه الا الرحیم یا الا القدوس وغیرہ کوئی نام اسماء الٰہی سے شہادت میں درج
کرے وہ ہرگز مسلمان نہ ہوگا جب تک اسطرح نہ کہیگا اشہد ان لا الٰہ الا اللہ اب اسلام
میں داخل اور کفر سے خارج ہوجائیگا یہ خاصیت بھی اسی نام پاک میں ہے (تفسیر کبیر)
میں کہتا ہوں یہی حال حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے کہ اگر کوئی
آپکے اور نامونکو پڑھکر شہادت ادا کرے کہ اشہد ان احمد رسول اللہ یا اشہد
ان ابا القاسم رسول اللہ وہ ہرگز مسلمان نہ ہوگا جب تک یہ نہ کہیگا کہ اشہد ان
محمد رسول اللہ اب وہ اسلام میں داخل اور کفر سے خارج ہوجائیگا جیسا کہ مواہب
لدنیہ وغیرہ میں ہے اور شیخ محی السنہ نے معالم التنزیل میں ابن عباس سے روایت کی
ہے اگر کوئی اللہ تعالےٰ کی عبادت کرے اور اللہ تعالیٰ کی تصدیق ہر چیز میں کرے مگر یہ
نہ کہے کہ اشہد ان محمد رسول اللہ وہ کافر ہے اور فقط اللہ کی تصدیق اُسکو کام
نہ آئیگی جب تک اُسکے رسول مقبول کو نہ مانیگا صلی اللہ علیہ وسلم والہ ابدا (مؤلف)

فائدہ رابعہ حدیث صحیح میں آیا ہے تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰهِ یعنی تم وہ صفت اختیار
کرو جو اللہ کی صفت ہے ارباب سعادت اس حدیث پر عمل کرتے کرتے انسان کامل
بنجاتے ہیں عادات الٰہی کی عادی اور اوصاف خداوندی کی موصوف ہوجاتی ہیں
لیکن اسکے یہ معنی نہیں کہ انکی صفات بشری بعینہا صفات الٰہی ہوجاتی ہیں یا صفات
الٰہی بعینہا ذات بشر کی ساتھ قایم ہوجاتی ہیں حاشا وکلا بلکہ مراد یہ ہے کہ کچھ پرتو اور
روشنی صفات ربانی کی اس بندہ پر جیسی اُسکی لیاقت ہے اور جیسا اُسکا ظرف ہے پڑتا
ہے تب بندہ اُس صفت سے موصوف ہوجاتا ہے مثلاً اللہ تعالیٰ کی ایک صفت رحمت
ہے جسکے سبب اُسکو رحیم کہتے ہیں جب یہ صفت کسی بندہ پر اپنا اثر ڈالے گی تو اُس بندہ
میں بھی رحمت کے معنی پیدا ہوجائینگے اور اُسوقت اُسکو بھی رحیم کہیں گے لیکن یہ کہنا

باعتبار لفظ ظاہری کے ہوگا اور جب تم حقیقت پر نظر کروگے دونوں میں فرق پاؤگے
رحمت الٰہی کی حقیقت اور ہے اور رحمت بشری کی حقیقت اور ہے کذا ذکرالشیخ
الدہلوی فی شرح المشکوٰۃ اب جمیع اسماء الٰہی کی نسبت شرح کرتا ہوں کہ انسان
کسطرح اپنے کو موصوف بصفات الٰہی کرے اُسکی ایک مثال لکھتا ہوں مثلاً ایک نام
اللہ تعالیٰ کا یہ ہے (متکبر یعنی بہت بڑائی) والا اگر بندہ چاہے کہ میں بھی اس صفت
سے موصوف ہوں تو اُسکو چاہیے کہ اپنی حقیقت انسانی پر نظر کرے کہ اللہ تعالیٰ نے
حقیقت انسانی کو سب مخلوقات پر شرف دیا ہے پھر یہ کہے کہ اللہ اکبر جب میری یہ شان
اور یہ حقیقت ہے تو میں اس دنیا مُردار کیطرف کیوں توجہ کروں پھر اسکی طرف آنکھ
اُٹھاکر بھی نہ دیکھے اور نہایت درجہ دُنیا و مافیہا کو اپنی نظروں میں حقیر سمجھ کر بڑی بڑی
صفات عالیہ معرفت اور حقیقت کی حاصل کرے کہ جس سے اسکو اسکے درجہ کے موافق
کبریا یعنی بزرگی و عظمت حاصل ہو اب اسیطرح اور اسمائے الٰہی کو قیاس کرو غرض
یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سب نام ایسے ہیں کہ بندہ اُنکے معانی اپنی ذات میں پیدا کرسکتا
ہے مگر یہ نام مبارک (اَللّٰہُ) کہ اسکے معنی بندہ میں پیدا نہیں ہوسکتے کیونکہ یہ نام دلالت
کرتا ہے خاص ذات پر کہ وہ واجب الوجود ہے اور حقیقی وجود اُسی کا ہے اور تمام چیزیں
دراصل معدوم و ہالک ہیں کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ان اشیاء معدومہ کو جب
نسبت اللہ تعالیٰ سے ہوجاتی ہے حقیقی وجود کا اثر انمیں ظاہر ہوکر یہ بھی موجود ہوجاتے
ہیں جب معلوم ہوچکا کہ لفظ اللہ کی دلالت ایسی ذات پر ہے کسی معنی وصفی پر نہیں جسکو
بندہ اپنے میں حاصل کرسکے تو ثابت ہوگیا کہ لفظ اللہ تخلق کیواسطے نہیں بلکہ تعلق کے
واسطے ہے کہ بندہ اُس سے تعلق پکڑے اور کثرت سے یاد کرنے والا اور شیفتہ ہوجائے
نہ کسی سے اُمید رکھے نہ کسی کا خوف نہ کسی کیطرف متوجہ ہو بلکہ ہمیشہ ہر وقت اُسی میں مستغرق
رہے یہ طریق اصفیاء کرام و فقراء عالیمقام سے لینا چاہیے کہ بعض اُنمیں اس نام پاک کو

ہر روز پچیس ہزار بار زبان سے پڑھواتے ہیں بعضے سانس کے ساتھ یعنی سانس کے باہر
نکلنے اور اندر جانے میں اس نام کو جاری کرتے ہیں بعضے دونوں طرح اور بعضے بلا حرکت
زبان لفظ اللہ کو بدن کے چھ مقامات سے جاری کرتے ہیں بلکہ ہر موئے بدن سے بھی بعضے
سونے اور چاندی سے لفظ اللہ لکھکر اُسپر نظر جماتے ہیں یہ سب لوگ اپنی اپنی وسع پر مشاقی
کرکے مراد قلبی اور منتہائے کمال کو پہنچ جاتے ہیں رحمۃ اللہ علیہم اجمعین ونفعنا اللہ ببرکاتہم

فائدہ خامسہ اللہ اسم اعظم ہے اور تقریر اس مضمون کی اسطرح ہے کہ اللہ تعالیٰ
کے بعضے نام باعتبار صفات سلبیہ کے ہیں یعنی اُنسے عیب اور نقصان سے پاک ہونا ذات
خداوندی کا ثابت ہوتا ہے جیساکہ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ اور بعضے نام باعتبار صفات
ثبوتیہ کے ہیں یعنے کوئی کمال ہے کہ ذات باری کے لیئے ثابت کیا جاتا ہے جیسے سمیعٌ
بصیرٌ اور بعضے نام باعتبار افعال الٰہیہ کے ہیں یعنے جو کچھ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوقات میں
تصرف فرماتا ہے اُسپر یہ نام دلالت کرتے ہیں جیسے خالقٌ رزّاقٌ اور ایک نام وہ
ہے جو خاص ذات الٰہی پر دلالت کرتا ہے وہ لفظ اللہ ہے امام رازی نے تفسیر کبیر میں اور
اسیطرح شیخ اسمٰعیل آفندی حقی نے روح البیان میں لکھا ہے کہ یہی نام یعنی اللہ اسم اعظم
ہے اور شامی شارح درمختار نے حضرت امام اعظم سے بھی یہی ثابت کیا ہے اس اسناد
سے کہ روایت کی ہشام نے امام محمد سے اور امام محمد نے امام ابو حنیفہ سے کہ (اللہ) اسم اعظم ہے
اور اسکے قائل ہوئے ہیں امام طحاوی اور بہت علماء اور اکثر عارفین یہانتک کہ اُنکے نزدیک
مرد صاحب مقام کیواسطے اس سے بڑھکر کوئی ذکر نہیں اھ اور تفسیر روح البیان میں بحث
آیۃ الکرسی میں مرقوم ہے کہ اللہ کے ناموں میں اعظم نام (اللہ) اسواسطے ہے کہ خدا تعالیٰ کے
سب نام ایک معنی پر دلالت کرتے ہیں اور (اللہ) دلالت کرتا ہے ذات پر جو جامع جمیع
صفات ہے اسمیں کوئی صفت نہیں چھوٹی اسیواسطے یہ اسم اعظم ہوا یعنی سب میں بڑا نام اور
دوسری دلیل یہ ہے کہ علیم قدیر سمیع بصیر سوائے خداتعالیٰ کے غیر کو بھی کہہ سکتے ہیں

جب وہ علم اور قدرت اور سمع اور بصر رکھتا ہو بخلاف اللہ کے کہ کسی کو سوائے خدا تعالیٰ
کے نہیں کہہ سکتے اس سبب سے بھی اسم اعظم ہوا یعنی بہت بڑا نام

سوال اسم اعظم کی خاصیت یہ ہے کہ جب وہ پڑھ کر دعا کرو قبول ہو اور جو مانگو وہ ملے مگر
(اللہ) ہم سب کہتے ہیں پر اثر نہیں دیکھتے۔

جواب اکثروں کی دعا اس لیئے مقبول نہیں ہوتی کہ شرطیں خالی ان میں موجود نہیں مثلاً حلال
کھانا زبان کو جھوٹ اور غیبت اور بد کلامی سے بچانا نامحرم عورتوں کی طرف نظر نہ اٹھانا یہ زرقانی
شارح مواہب لدنیہ نے لکھا ہے اور یہی جواب روح البیان میں بھی دیا ہے شروع الحمد میں
اور علامہ ابو الحسن شطنوفی نے کتاب بہجۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ فرمایا حضرت غوث الثقلین سیدنا
عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ نے کہ اللہ اسم اعظم ہے لیکن تیرے منہ سے جب قبول ہوگا کہ تو
پکارے اللہ اور نہ ہووے بسا ہوا تیرے دل میں کوئی سوا اللہ کے اور عارف کا اللہ کہنا
ایسا ہوتا ہے جیسا خدا تعالیٰ کسی شے کو فرمادے کن یہ لفظ اللہ وہ کلمہ ہے کہ دل سے غم کو ہٹا
دیتا ہے یہ وہ کلمہ ہے کہ زہر کا اثر مٹا دیتا ہے اھ مفسر روح البیان تحت آیۃ الکرسی لکھتے ہیں
کہ **حکایت** ہے کہ جب مولانا علاء الدین خلوتی بڑی جامع مسجد بروسہ میں منبر پر وعظ فرماتے تھے
اور بہت جماعت کثیر انکا کلام سننے کو مشتاق اور منتظر بیٹھے تھے آپنے ایکبار فرمایا یا اللہ سب
تڑپ گئے اور اتنا روئے کہ معلوم ہوتا تھا کہ انکی آنکھ کا آنسو اور روح بھی تڑپ نکلیگی۔

اور **حکایت** ہے کہ جب روم کا بادشاہ مرگیا بہت آدمیوں نے چاہا کہ ہم وزیر کو مار ڈالیں وزیر
خبر پاکر حضرت شیخ وفا رحمۃ اللہ علیہ کے گھر میں چلا گیا اور انسے فریاد کی شیخ نے انکی فریاد سنی
اپنے گھر میں چھپالیا جب وہ شیخ کے گھر پر چڑھ کر آئے حضرت شیخ گھر سے نکلے اور ایکبار فرمایا یا اللہ
وہ سب بھاگ گئے اھ اور تذکرۃ الاولیا میں حضرت ابو علی دقاق رحمۃ اللہ علیہ کے حالات
میں لکھی ہے یہ حکایت کہ ایکبار ابو علی دقاق رحمۃ اللہ علیہ کے بدن پر کپڑے نہ تھے آپ
ایک خانقاہ میں اترے کسی نے پہچان لیا تو خلقت جمع ہوگئی بڑی عزت والوں نے عرض کی کہ

آپ طالب علموں کو پڑھا دیں آپ نے فرمایا مجھے بحث علمی اور طالب علموں کی پڑھائی نہیں ہو سکتی
تب عرض کی کہ وعظ ہی فرمائیے قبول کیا جب منبر پر چڑھے داہنی طرف اشارہ کیا اور پڑھا
(اللہ اکبر) پھر بائیں طرف اشارہ کیا اور پڑھا۔ وَاللہُ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی پھر قبلہ کیطرف منہ کیا اور
فرمایا (ورضوانٌ من اللہ اکبر) خلقت میں ایک کہرام مچ گیا اور اسقدر حالت بگڑی کہ
کئے آدمی مرگئے اس مجلس سے کئی جنازہ اٹھے شیخ نے جب یہ حالت دیکھی لوگوں کو بیہوش
چھوڑ کر چلدیے پھر بہتیرا لوگوں نے انکو ڈھونڈا کہیں نہ پایا (اھ) اور سند العارفین شیخ محی الدین
ابن عربی قدس سرہٗ نے جلد اول کتاب مسامرات میں لکھا ہے کہ ایک بزرگ نے شیخ ابومدین
کو واقعہ میں دیکھا کہ وہ ایک نورانی باغ میں جو بالکل نور کا بنا ہوا ہے بیٹھے ہیں اور انکے گرد
گرد مشائخ صوفیہ ہیں پھر ان کے گرد عجیب صورتیں حسین و جمیل ہیں کہ میں نے کبھی نہیں دیکھیں
اور انپر اسقدر زینتیں جواہر کی کیا کہوں اور ابومدین کے داہنی طرف ایک نور کا نیزہ ہے اسپر
لکھا ہوا ہے حسبی اللہ اور بائیں طرف بھی ایک نیزہ نور کا ہے اسپر لکھا ہے لاحول ولا قوۃ
الا باللہ اور بیچ میں سر کے مقابل نورانی نیزہ ہے وہ تینوں نیزوں میں بلند ہے اور اسپر لکھا
ہے (اللہ) شیخ ابوحامد نے اس واقعہ میں ابومدین سے پوچھا کہ یہ کیسے نام لکھے ہوئے ہیں
ان نیزوں پر آپنے جواب دیا یہ جو اللہ ہے یہ اسم اعظم ہے سب اسماء کا سردار اسی سے
ظاہر ہے سب مخلوقات اسی پر سب زمین و آسمان کی بنیاد ہے زمین و آسمان میں ذرہ ذرہ
کے ساتھ موجود ہے انتہی ملخصاً مختصر قولہ تعالیٰ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ کوئی عبادت کا مستحق نہیں سوا
اُسکے اور لفظ ھو اہل حقیقت کے نزدیک اسم الٰہی ہے جو دلالت کرتا ہے ذات باری تعالیٰ پر
اسیواسطے کہا جاتا ہے عالم ھُوِیَّت (روح البیان پارہ سیقول) ھُوِیَّت کہتے ہیں مرتبہ
وحدت اور ذات باری اور لاہوت کو اس لفظ کی حرکات اسطرح ہیں ہا مضموم یعنی پیش اور واو کا
کسرہ یعنی زیر یا تحتانی کا تشدید اسکے آگے تا فوقانی (غیاث اللغات) ابن الشیخ نے حواشی
سورۂ اخلاص میں لکھا ہے کہ لفظ ھو مقام مقربین کیطرف اشارہ ہے وہ ایسے ہوتے ہیں کہ

چیزوں کی حقیقت اور ماہیت خالص بے آمیزش کسی شے کے جسکو عربی زبان میں من حیث ہی ہی
کہتے ہیں دیکھتے ہیں ایسے آدمیوں کو وجود حق تعالے کے سوا کچھ نظر نہیں آتا کیونکہ جسکا وجود واجب
ہے بس وہ ایک خدا ہی کی ذات پاک ہے اُسکے سوا سب ممکن ہیں اور ممکن کو جب خالص
بے آمیزش دوسری شے کے دیکھتے ہیں معدوم پاتے ہیں اوپر گزر چکا کہ ممکن کو جب نسبت
حق تعالیٰ سے ہو جاتی ہے اُسوقت وہ برنگ وجود جلوہ گر ہو جاتا ہے ورنہ وہ فی نفسہ معدوم ہے
یہ وجہ ہے کہ مقربین کی نظر میں یہ معدوم چیزیں نہیں سماتیں اُنکی نظر صرف وجود حق تعالیٰ پر
پڑتی ہے اور لفظ ھو اگرچہ ایسی ضمیر ہے کہ اس سے اشارہ کسی کیطرف کیا جاتا ہے اور اُسمیں
یہ شرط ہے کہ جسکیطرف اشارہ ہووے یا اُسکا ذکر اول میں آجائے یا بعد میں بطور تفسیر
ذکر کیا جائے لیکن مقربین جب ھُو کہتے ہیں اُنکو ہرگز اسبات کی حاجت نہیں کہ ھو کہنے
سے پہلے یا پیچھے کچھ تفسیر یا توضیح بیان کریں کیونکہ بیان کی حاجت وہاں ہوتی ہے جہاں شک
پڑتا ہو کہ یہ مراد ہے یا وہ اور ایسا شک وہاں ہوتا ہے جہاں چند اشیا ہوں جب اُنکی نظر میں
سوائے ایک ذات باریتعالیٰ کے اور کچھ نہیں تو اُنکو تفسیر اور بیان کی کیا حاجت ہے وہ جب
ھو کہیں گے وہی ایک ذات پاک مراد ہوگی بس اس لئے اُنکو لفظ ھو کافی ہے بلا شرح و
بیان اور کہتے ہیں کہ جو قطب الاقطاب ہوتا ہے اُسکی تسبیح یہ ہوتی ہے یا ھو یا من ھو
ھو یا من لا الٰہ الا ھو جب وہ بطریق حال یہ تسبیح کہتا ہے تمام تصرفات پر قادر ہو جاتا
ہے روح البیان تحت آیۃ الکرسی یاد رکھنا چاہیے کہ لفظ ھو میں بہت لطائف ہیں۔
ایک لطیفہ یہ کہ جب بندہ کہتا ہے یا ھو اور لفظ ھو غائب کیطرف اشارہ ہوتا ہو تو بندہ
نے یہ سمجھا کہ میں خاک کا پتلا خون اور نطفہ کی پیدائش کیا لیاقت رکھتا ہوں کہ اُس ذات
پاک ذات تک پہنچکر خطاب کروں کہ باعث اُسکی ذات نہایت بلند و اعلیٰ ہے بندہ کی عقل
وہم گمان خیال کو کچھ بھی وہاں رسائی نہیں جب کسی طرح وہاں رسائی اور حضوری نہیں
دیکھتا تب لفظ غائب سے پکارتا ہے کہ یا ھو

دوسرا لطیفہ جسطرح اس کلمہ سے بندہ نے اپنے حقیر و ناکارہ ہونیکا اقرار کیا ایک بات
اور بھی سمجھا یعنی یہ بات کہ حق تعالیٰ کے سوا سب معدوم ہیں جیسا کلام اللہ میں وارد ہے
کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ بس اصل وجود اُسی کا ہے اسواسطے کہ اگر دوسروں کا وجود بھی
اصلی ذاتی ہو تو لفظ ھو کا اشارہ ہر ہر چیز کیطرف ہو سکتا ہے پھر بندہ کی یا ھو پکارنے سے کچھ بھی
نہ سمجھا جاتا کہ یہ مراد ہے یا وہ جب بندہ نے سب کو فانی و معدوم سمجھا تب اُسکا پکارنا خدا لحق
کو صحیح ہوا کہ یا ھو یہ دو تو مقامات جو ذکر ہوئے مقامات فنا رہا سوا اللہ ہی پڑے درجہ کے
مقام ہیں مشکل سے حاصل ہوتے ہیں چاہیئے کہ بندہ ہمیشہ شوق رکھے اس ذکر کی یا ھو یا ھو
تیسرا لطیفہ خلق کو جو صفات الٰہی معلوم ہیں دو طرح کے ہیں ایک صفات جلالی جیسے کہنا
کہ حق سبحانہ کھانے پینے سے پاک ہے نہ وہ مخلوقات کیطرح جسمانی چیز ہے نہ اُسکو مکان سماکے
نہ زمان اور ایک صفات جملی ہیں جیسے یہ کہنا وہ خالق ہے وہ رازق ہے ان دو صفات
کے ساتھہ یاد کرنے میں بندہ پر اعتراض پڑتا ہے صفات جلالی میں یہ اعتراض کہ اگر کوئی
بادشاہ کو کہنے لگے تو اندھا نہیں تو لنگڑا نہیں سیطرح ہر ہر عیب کی نفی کرنے لگے تو وہ دربار
میں جھڑکنے کے قابل ہوگا اور صفات جمالی میں یہ اعتراض ہے کہ اگر کوئی شخص بادشاہ کو کہیگا
تو نے فلانے بھوکے کو روٹی کا ٹکڑا دیا اور فلاں پیاسے کو ایک بوند پانی پلایا تو وہ بھی مجلس عالیہ
سلطانی میں بے ادب قرار دیا جائیگا اور شک نہیں جو شخص خدا تعالیٰ کی صفت کریگا کہ
تو نے مجھ کو کھلایا پلایا اسکی یہ عقد اخزائن ساتی کے آگے روٹی کے ٹکڑے اور بوند بھر پانی سے
نہایت درجہ کم ہے الا یہ معلوم کرنا چاہیئے کہ شرع میں جو اجازت دیگئی ہے کہ ان صفات
کے ساتھ خدا کو یاد کریں اُسکی وجہ یہ ہے کہ ہم عالم حس و خیال میں مستغرق ہیں ہماری
نظر و فہم میں یہی کمالات اور یہی نقصانات سمائے ہوئے ہیں جنکو ثابت کرتے ہیں اور
جنکو نفی کرتے ہیں بس ہمارا خیال خدا کی طرف متعلق ہونا اسی طریق پر ہو سکتا ہے اسلئے
ہمکو حکم ہو گیا کہ اس قسم کی صفات جلالی و جمالی سے اُسکو یاد کریں لیکن جب بندہ کثرت سے

ذکر کرنے کرتے عالم حس وخیال سے ترقی کرتا ہے اور بارگاہ قدس میں پہنچتا ہے اُسوقت آگاہی
ہوتی ہے کہ میں یہ کیا کہتا تھا تب وہ کہتا ہے یاھو یعنی تیری ذات کہیں اعلیٰ اور بلند زیادہ ہے
اس سے کہ اُسکو اس قسم کی صفات سے مدح وثنا کیجائے بس تیری ذات پاک خود تیری
تعریف ہے آفتاب خود اپنی ذات کو روشن بتانیوالا ہے مع آفتاب آمد دلیل آفتاب۔
اس لیئے میں تجھ کو تیری اصل ہویت سے یاد کرتا ہوں کہ یاھو اگرچہ اتنا مدعا لفظ یا انت
میں بھی نکل سکتا ہے کہ ذات کی تعریف صفات کے ساتھ نہیں لیکن یا انت لفظ حضوری
ہے اسمیں بڑائی اور ادب نا ثابت ہوتا ہے کہ میرا وہ درجہ ہوگیا کہ بارگاہ خاص میں پہنچکر
حضرت واجب الوجود کا مخاطب بنگیا بنا علیہ یہ ذکر یاھو نہایت درجہ اشرف الاذکار
ہے لیکن اُسی کے لیئے جو ان اسرار کا محرم اور راز دار ہے۔

چوتھا لطیفہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص اپنے سب غمونکو توڑ کر ایک غم رکھتا
ہے اللہ تعالیٰ اُسکے سب غم دنیا اور آخرت کے مٹا دیتا ہے اس بنا پر بندہ یہ سمجھتا ہو کہ
میری حاجتوں کی کوئی انتہا نہیں۔ نہ دنیا میں نہ آخرت میں پھر میری فکر کرنے سے کیا کیا حاصل
ہو سکتی ہیں اسیواسطے میں سب فکروں کو چھوڑ کر ایک فکر اُس ذات پاک کا پیدا کرتا
ہوں جب وہ اپنا ہوگیا اور اُسکے قبضہ میں سب چیزیں ہیں تو یہ سمجھو کہ سب حاجتیں اپنی
پوری ہوگئیں من لہ المولیٰ فلہ الکل یعنی جسکا مولیٰ اُسکے سب۔ بس اسیواسطے بندہ
سب سے تعلق توڑ کر پکارتا ہے یاھو

پانچواں لطیفہ کل عقلائے دقیقہ شناس پر روشن ہے کہ سب اذکار میں عمدہ ذکر
وہ ہے جو غرض اور سوال سے خالی ہو جب یہ معلوم ہو چکا تو سمجھو اگر بندہ خدا کو پکارے
کہ یا رحمٰن اسمیں سوال پایا جائیگا کہ یہ رحمت کا طالب ہے اور جب کہیگا یا کریم معلوم ہوگا
کہ یہ کرم کا خواستگار ہے علیٰ ہذا القیاس رزاق فتاح منعم وغیرہ اسماء کو دیکھے جاؤ اور سمجھتے جاؤ
کہ اشرف الذکر وہ ہے جسمیں اپنی غرض نہ ہو بنا علیہ طالب فضیلت کو واجب ہوا کہ پکارے

خدا کو یا ھو کہ اسمیں کوئی غرض و سوال نہیں پایا جاتا - الحاصل یہ اسم یا ھو کمال شرف
رکھتا ہے اسمیں بہت لطائف اور فوائد ہیں جسکو زیادہ لطائف معلوم کرنے منظور ہوں
تفسیر کبیر کی مباحث بسم اللہ اور دوسرے مقامات میں دیکھے اور کتب اہل عرفان میں
تلاش کرے اس رسالہ میں یہ مختصر بحث اس لیے لکھی گئی کہ بعض علماء ظاہری جماعت
ارباب ذوق و شوق پر طعن کرتے ہیں کہ لفظ ھو ضمیر غائب ہے یہ لوگ جو اسکی شغل
اور ورد کرتے ہیں یہ فضول اور بیکار ہے اب ہمارے اس تھوڑا نمونہ دکھلانے سے اُمید
ہے کہ زبان معترضین بند ہو جائے واللہ ہو الہادی (مؤلف) **اشعار**

جل من لا الہ الا ہو ۔ لا تقل کیف ہو و لا ما ہو ۔ کل فی نعتہ اتالالسن ۔ و حار فی وجہہ الاعین
قدس ذاتش چو برتر از کیف است ۔ کیف گفتن در وصف آنجا ست ۔ وحدتیست لا و ہو یکی ۔ راہ ازین لا و ہو یکی
لا و ہو ہر دو نفی و اثبات اند ۔ نافی غیر و مثبت ذات اند ۔ چند ازین نفی گر ہمی ۔ لا و ہو در رہ خود کن ہموار
ہوا و ہوس در وہ زن بہ تا ز لا لنگری ہو زنی بہ (سلسلۃ الذہب مولانا جامی رحمۃ اللہ)

قولہ تعالیٰ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ **ترجمہ** وہ زندہ ہے سب کا قایم رکھنے والا
بحث نحوی ان دو کلموں میں یہ ہے کہ لفظ اللہ جو شروع آیت میں ہے وہ مبتدا
ہے اور لا الہ الا ھو پہلی خبر الحی دوسری خبر القیوم تیسری خبر (روح البیان وغیرہ)
اور **بحث لفظی** اسمیں یہ ہے کہ لفظ حیٌّ صفت مشبہ ہے اسکی اصل حَیِیٌ یاء اول
زیر سے تھی اُسکا زیر دور کر کے یائے ثانی میں ادغام کر دیا اور ابن الانباری کے نزدیک
اسکی اصل حَیْوٌ بسکون یاء تحتانی تھی صفت مشبہ کا ایک وزن یہ بھی ہے اس لفظ میں
یا اور واو جمع ہوئے اور پہلا حرف ساکن واو کو بدل یا کرکے پھر ادغام کر دیا اور قیوم
کی اصل قَیْوُوْمٌ بر وزن فیعول تھے جو قاعدہ حیٌّ میں بیان ہو چکا اُسے قاعدہ سے اس کو
قَیُّوْمٌ کر لیا یہ صیغہ مبالغہ پر دلالت کرتا ہے (تفسیر کبیر و جمل) اور زبان عرب میں یہ لفظ
تین طرح آیا ہے قَیُّوْم قَیَّام قَیِّم تینوں کے معنی ایک ہیں اسی واسطے آیۃ الکرسی میں بھی قیوم

قرأتیں آئی ہیں ایک تو یہ جو سب پڑھتے ہیں اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ دوسری وہ جو عمر بن مسعود کی
قرأت میں آیا ہے اَلْحَیُّ الْقَیَّامُ (معالم وکبیر) تیسری وہ جو علقمہ کی قرأت میں آیا ہے
اَلْحَیُّ الْقَیِّمُ (معالم التنزیل)

اور بحث معنوی ان میں یہ ہے کہ لفظ حی حیات سے نکلا ہے اور حیات بمذہب
اہل السنۃ والجماعۃ اُس صفت کا نام ہے کہ جسکے موجود ہونے سے قدرت اور ادراک
وغیرہ کا موجود ہونا ذات موصوف بالحیات میں صحیح ہو جائے (ضوء المعالی فی العقائد
ملا علی قاری) پھر جو چیز حی ہوگی ادنےٰ درجہ اُسکے ادراک اور قدرت کا یہ ہے کہ اُسکو
اپنا ادراک ہو اور کوئی فعل بالارادہ کر سکے جسکو اپنا ادراک بھی نہو اور نہ کوئی فعل بالارادہ
کر سکے وہ ہرگز حی نہیں بلکہ وہ میت اور جماد ہے پھر جسقدر کسی کی حیات قوی اور کامل ہوگی
اُسی قدر اُسکا ادراک اور اُسکی قدرت قوی اور کامل ہوگی اس تقریر سے واضح ہوگیا کہ اعلیٰ
درجہ کا حی کامل وہ ہوگا جسکی قدرت ذرہ ذرہ کو محیط ہو سو ایسی ذات عالی صفات صرف حضرت
باریتعالیٰ کی ذات ہے لاغیر اُسکی حیات ایسی کامل ہے کہ ازل سے ابد تک کسی مرتبہ میں اُسپر
فنا طاری ہونا ممکن نہیں (روح البیان ملخصاً) اور جب خدا تعالیٰ کو حی یعنی دراکؔ فعال
مان لیا تو سب صفات ذاتیہ الٰہی کو جو حیاتؔ و علمؔ و سمعؔ و بصرؔ و کلامؔ و قدرتؔ و ارادتؔ سات
صفتیں ہیں مان لیا اس لیئے کہ دراک میں صفت علم و سمع و بصر داخل ہے اور فعال ہونا
صفت کلام و قدرت و ارادت کو شامل ہے (روح وکبیر ملخصاً) اور قیوم اُسکو کہتے ہیں
جو قایم رکھنے والا اور مدبر ہو یہ معنی حق سبحانہ میں نہایت کامل طور پر ثابت ہیں کیونکہ وہ تمام
عالم کا مدبر ہے تدبیر اُسکی یہ ہے ہر چیز کے ایجاد کی پھر اُنکی تربیت اور رزق رسانی کی اور اُنکو
آفات سے محفوظ رکھنے کی پھر اُنکے کمالات تک پہنچانے کی غرض کہ عالم ہستی میں جو کچھ خواہ جواہر
خواہ اعراض سب کا موجد سب کا حافظ سب کا مربی وہی ہے (روح البیان ملخصاً) بیان
عقلی سے یہ بات ثابت ہے کہ جو کچھ عالم وجود میں موجود ہے یہ موجود واجب الوجود ہے

نہ ہر موجود ممکن الوجود ہے بلکہ واجب الوجود فقط وہی وحدہ لاشریک ہے جو اپنی ہستی اور
وجود میں کسی کا محتاج نہیں بذات خود قایم اور موجود ہے اور اُسکے سوا جو کچھ موجود ہی وہ سب
اپنے وجود اور ماہیت میں محتاج ہیں اُس واجب الوجود کی اس تقریر سے معنی قیوم کے
بخوبی روشن ہوگئے (تفسیر کبیر) اور قرآن مجید میں اس قیومیت کا بیان جابجا ہے سورۂ انعام
میں ہے خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ یعنی وہ بنانیوالا ہے ہر چیز کا اس سے ثابت ہوا کہ تمام اشیا کا موجد
وہی ہے تمام حقایق اشیاء کا قیام اُسی قیوم سے ہے پھر پیدا کرنے کے بعد اُنکو باقی رکھنا اور
باقی رہنے میں جس جس امر کی اُنکو حاجت پڑے وہ سب اُنکو دینا یہ بھی اُسی کا کام ہے سورۂ
رحمٰن میں ہے يَسْأَلُهُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ یعنی جو مخلوقات آسمانوں اور زمین میں
ہے وہ سب اُسی سے اپنی حاجتیں مانگتے ہیں زبان حال سے یا زبان قال سے اور سورۂ
ملک میں ہے تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ یعنی بہت بابرکت ہے وہ ذات پاک
جسکے قبضہ تصرف میں ہے سب ملک عالم اجسام کو ملک کہتے ہیں یعنی عرش سے فرش تک
کل عالم میں وہی متصرف وہی مدبر ہے اور سورہ یٰس میں ہے بِيَدِهِ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ یعنی اُسکے
قبضہ میں ہے روحانیت کی ہر چیز واضح ہو کہ جو چیز مخلوقات میں موجود ہے اُسمیں ایک سِرّ الٰہی
موجود ہے جو روح کیطرح اُسکے قیام کا سبب ہے اگر وہ نہ ہو تو وہ چیز بھی نہ ہو یہ روحانیت
کا قبضہ قدرت الٰہی میں ہے کذا فی روح البیان وغیرہ اور تفسیر عزیزی میں ہے کہ ملکوت عالم
ارواح کا نام ہے قلم اعلیٰ سے لیکر نفس ناطقہ انسانی تک یہ سب اُسی کے قبضہ میں ہیں پس معلوم
ہوگیا کہ سب اجسام اور ارواح میں اُسی کا تصرف اُسی کی تدبیر ہے وہی قیوم ہے سب کا
اور اگر وہ ان اشیا کو نہ تھامے کوئی دوسرا نہیں تھام سکتا سورہ فاطر میں جسکو سورہ ملائکہ بھی
کہتے ہیں موجود ہے اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ أَنْ تَزُولَا وَلَئِنْ زَالَتَا
اِنْ أَمْسَكَهُمَا مِنْ أَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهٖ تحقیق اللہ تھام رہا ہے آسمانوں اور زمین کو کہ ٹل
جاویں اور اگر ٹل جاویں تو کوئی نہ تھام سکے اُسکے سوا فائدہ یہ بات بھی جاننی چاہئے

کہ جیسا علم الانسان کو دلائل نظریہ سے حاصل ہوتا ہے، اسیطرح ایک طریقہ علم کا یہ بھی ہے
کہ کشف و عیاں سے حقائق اشیا معلوم ہو جاتی ہیں سو دلائل عقلی و نقلی کا بیان درباب
قیومیت حق تعالیٰ جب مختصر طور پر ہو چکا اب ایک دلیل کشفی بھی پیش کرتا ہوں یعنی جو ارباب
قلوب و اصحاب باطن نے بچشم حق بین مشاہدہ فرمایا ہے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ
علیہ جلد ثانی مکتوبات کے مکتوب چہل و پنجم میں فرماتے ہیں محسوس و مشاہد ما است کہ قیام جمیع
اشیا بذات واجب ست تعالیٰ بیچ حلولی و محلی در میان نیست ارباب معقول آں را باور
دارند یا نہ تشکیک ایشاں مصادم بداہت ما نمی شود و لیقین ما بشک ایشاں زائل نمیگردد یعنی
یعنی ہم چشم دل سے صاف دیکھ رہے ہیں کہ سب چیزیں ذات خداوندی سے قائم ہیں فلسفی لوگ
اسکو مانیں یا نہ مانیں اُنکے ظنی دلائل کا شک ہمارے یقینی امر کو جو آنکھوں سے صریح دیکھ
رہے ہیں زائل نہیں کر سکتا اور اسیطرح حضرت امام عبد اللہ یافعی یمنی رحمۃ اللہ علیہ
روضۃ الریاحین حکایت خامس بعد الثلثمائۃ میں لکھتے ہیں کل الوجود فی قبضتہ لا
یتحرک متحرک الا بارادتہ وکل خیر و شر و نفع و ضر بقضاءہ وقدرہ فالحرکات
والسکنات والارادات والخطرات من جمیع المخلوقات فی جمیع الامکنۃ والاوقات
بقضاء رب الارض والسموات علم ذالک علماء الظاہر بقواطع الادلۃ المعقولات
والمنقولات وعلمہ علماء الباطن بقواطع الادلۃ الیقینیۃ الحاصلۃ بالمکاشفات
والمشاہدات فلما شاھدوا الکل منہ لم یخافوا سواہ ولم یرجوا الا ایاہ انتہے
یعنی کل ہستی اُسکے قبضہ میں ہے بدون اُسکے ارادہ کوئی حرکت کرنیوالا حرکت نہیں کر سکتا سب
بھلائی برائی نفع نقصان اُسی کے حکم سے ہے تمام مخلوقات کا ہر خطرہ ہر ارادہ ہر حرکت
ہر سکون ہر مکان میں ہر زمان میں اُسی کے حکم سے ہے کہ وہ کل آسمانوں اور زمین کا رب
ہے یہ بات علماء ظاہر نے معقول اور منقول کی قطعی دلیلوں سے سمجھی ہے اور علماء باطن
نے یقینی مکاشفات اور مشاہدات سے حاصل کی ہے جب وہ خوب دیکھ چکے کہ سب

اُسی کیطرف سے ہے تو اب وہ سوا اُسکے کسی سے نہیں ڈرتے اور کسی سے نہیں امید رکھتے
انتہی کلامہ اور بحث تاثیر عملی ان دو کلموں میں یہ ہو کہ اکثر مشکلات میں کام آتے
ہیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں جسدن بدر کی لڑائی تھی
میں کفار سے لڑ رہا تھا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف حاضر ہوا کہ دیکھوں آپ کیا
کرتے ہیں آپ کو میں نے دیکھا کہ سجدہ میں ہیں اور یہ فرماتے ہیں یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ اس کے
سوا اور کچھ نہیں فرماتے پھر میں لڑائی کو چلا گیا پھر آنکر دیکھا تو آپ اُسیطرح سجدہ میں یہی
لفظ فرمارہے ہیں غرضکہ میں اسیطرح کبھی جاتا اور کبھی آتا آپ کو برابر اُسی حالت میں دیکھا
یہانتک کہ اللہ تعالیٰ نے فتح نصیب فرمائی (تفسیر کبیر و روح) کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام
جب مُردہ کو زندہ کرتے تھے یہ پڑھا کرتے تھے یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ دریا میں
اگر غرق ہوجانیکا اندیشہ ہو اُسوقت پڑھے یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ (روح) اور حدیث میں ابو
ہریرہ سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت کوشش اور توجہ سے دعا
کرتے تو یہ کلمہ فرمایا کرتے تھے یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ اور انس سے روایت ہے کہ جب حضرت کسی امر
میں بےچین ہوتے تھے تو یہ فرماتے تھے یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ (جامع صغیر سیوطی)
بعض کہتے ہیں کہ جو کوئی سجدہ میں کہے یا حی یا قیوم برحمتک استغیث اُسکی حاجت پوری ہوجاتی
ہے (اشعۃ اللمعات جلد دوم) لیکن حضرت شیخ محدث رحمۃ اللہ علیہ نے اس مقام پر یہ توضیح
نہ فرمائی کہ یہ دعا جو سجدہ میں پڑھی نماز کے سجدہ میں پڑھی یا خارج نماز سے سجدہ کرکے اُسمیں
پڑھے ہاں اسی کتاب یعنی اشعۃ اللمعات کے باب سجود الشکر میں لکھا ہو کہ خارج نماز سے سجدہ
کرنا بعض علماء کے نزدیک بدعت اور حرام ہی اور بعض علماء کے نزدیک جائز مع الکراہت
انتہی جب یہ معلوم ہوا کہ سجدہ مذکورہ کراہت سے خالی نہیں تو اس صورت میں یہ بہتر
معلوم ہوتا ہے کہ انسان نفل نماز کی نیت کرے اور اُسکے سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ
کے بعد وہ دعا پڑھے اور شرح منیہ کے خاتمہ میں علامہ ابراہیم حلبی رحمۃ اللہ نے سجدہ کی

تحقیق اسطرح فرمائی ہے کہ سجدہ نماز کا فرض ہے اور سجدہ تلاوت اور سجدہ سہو واجب ہیں
اور سجدہ شکر مباح ہے اور بلا سبب سجدہ نہ کچھ عبادت ہے نہ مکروہ (مؤلف رسالہ ہذا)
جو کوئی یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ ہر روز ایکہزار مرتبہ پڑھے اور کبھی ناغہ نہ کرے اور یہ دعا بھی پڑھے
جو ہم آگے لکھتے ہیں اللہ تعالی اُسکو ہر قسم کی خیر مرحمت فرمائیگا اور ہر طرح کے نقصان سے
بچائیگا وہ دعا یہ ہے یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ یَامُحْیِیْ اَحْیِ قَلْبِیْ وَرِزْقِیْ وَدِیْنِیْ وَدُنْیَایَ اَللّٰهُمَّ
اِنِّیْ اَسْاَلُكَ یَاحَیُّ قَبْلَ كُلِّ حَیٍّ یَاحَیُّ بَعْدَ كُلِّ حَیٍّ یَاحَیُّ مُحْیِیْ كُلِّ حَیٍّ یَاحَیُّ مُمِیْتُ كُلِّ حَیٍّ
یَاحَیُّ یَارَازِقَ كُلِّ حَیٍّ یَاحَیُّ لَایُشْبِهُهٗ حَیٌّ اَسْاَلُكَ بِحَیَاتِكَ قَبْلَ كُلِّ حَیٍّ وَبِحَیَاتِكَ
مُمِیْتُ بَعْدَ كُلِّ حَیٍّ یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ یَاذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ فَرِّجْ كَرْبِیْ وَنَفِّسْ هَمِّیْ وَاَجْلُ
صَدَاءَ قَلْبِیْ وَاَغْنِ فَاقَتِیْ یَامَنْ لَایَخْفَاهُ حَالِیْ وَلَایُعْجِزُهٗ مَسْاَلَتِیْ لَااِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ
یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ عَجِّلْ لِیْ مَطَالِبِیْ وَبُلُوْغَ مَآرِبِیْ فِیْ وَقْتِ دَعْوَتِكَ یَامُنْجِیَ الَّذِیْ یُجَابُ بِهٖ
مَنْ نَجَا وَهَلَكَ بِهٖ مَنْ هَلَكَ یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ اَسْرِعْ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّیْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ
وَكَذٰلِكَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ وَصَلِّ بِجَلَالِكَ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمْ
(مجربات دیربی) **حدیث تخلقوا باخلاق اللہ** کے موافق اگر بندہ ان دونو اسموں کا
ظہور اپنی میں چاہے تو اسم حی کا ظہور اسطرح ہو سکتا ہے کہ اپنے دل کو یاد الہی سے زندہ کرے
اور اپنی زندگی اُسکے عشق و محبت میں فنا کرے تب یہ بھی حی ہو جائیگا یعنی اسکو ایک قسم کی
حیات ابدی حاصل ہو جائیگی جسکا ذکر حافظ شیراز رحمۃ اللہ نے فرمایا ہے ؎

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

اور اسم قیوم کی صفت اسطرح پیدا کرے کہ کھڑا ہو جائے بندگان خدا کی کارسازی اور
حاجت براری پر اور یہ بات بھی ضروری ہے جب بندہ خدا تعالی کو حی سمجھیگا اور سب کو
فانی تب لابد ہر کام میں بھروسا خدا تعالی پر کریگا کیونکہ اگر اُسنے کسی پر اعتماد کیا اور وہ فنا
ہو گیا تب یہ شکستہ دل بیجس اور نامراد رہ جائیگا اسیواسطے حکم ہے وَتَوَكَّلْ عَلَی الْحَیِّ الَّذِیْ

لَا یَمُوْتُ یعنی بھروسا ایسی زندہ پر کر جسکو موت ممکن نہیں اور اسیطرح جب بندہ خدا تعالیٰ کو
قیوم جانیگا یعنی وہ اپنے بندوں کا قایم رکھنے والا اور اُنکی مصلحتوں کا درست کرنیوالا ہی
تب وہ اپنی تدبیرات لایعنی اور تمام جانفشانی جو دنیا کے کاموں میں کرتا تھا چھوڑ دیگا
اور توکل خدا پر کریگا کہ وہ خود اپنے بندوں کا قیوم ہے اور بعض عاملین نے اُسکی تاثیرات
میں یہ لکھا ہے کہ اگر کوئی آدمی اپنے بیمار پر اسم یا اللہ یا حی یا اللہ یا حی پڑھ پڑھ کر دم کرے
یا خود بیمار اس اسم پاک کی کثرت کرے یعنی بہت پڑھے اللہ تعالیٰ اُسکو شفا بخشیگا اور امام
رازی رحمۃ اللہ نے لکھا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ
اسم اعظم ہے انتہی میں کہتا ہوں کہ اسم اعظم میں اور بھی چند اقوال ہیں پر مذہب جمہور وہ
ہے جو لفظ اللہ کی تحقیقات میں اوپر بیان کیا گیا واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم **قولہ تعالیٰ**
لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ نہیں قبضہ میں لے سکتی اُسکو اونگھ اور نہ نیند۔
نیند کی حقیقت یہ ہے کہ بدن سے جو بخارات اُٹھ کر دماغ کیطرف چڑھتے ہیں اور
ان بخارات میں رطوبت ہوتی ہے وہ رطوبت دماغ کے پٹھوں کو ایسا ڈھیلا اور سست
کر دیتی ہے کہ پانچوں حواس ظاہری حس و حرکت سے بیکار ہو جاتے ہیں یعنی نہ آنکھ کچھ دیکھ سکے
نہ کان سُن سکے نہ ناک سونگھے نہ زبان چکھے نہ قوت لامسہ کچھ نرم سخت گرم سرد میں تمیز
کر سکے (بیضاوی وغیرہ) اور بعضوں نے کہا ہے نیند کی حقیقت یہ ہے کہ ایک بڑی بیہوشی
دل کو ہر طرف سے گھیر لیتی ہے جس سے چیزوں کی پہچان جاتی رہتی ہے اور عرب کی زبان
میں یہ تین لفظ جو سونے کے لیے مستعمل ہیں سِنَةٌ سین کی کسرہ اور نون کی فتحہ سے اور
نُعَاس نون کے پیش سے اور نَوْم نون کی فتحہ سے بعض نے اسکی تفصیل یوں کی ہے کہ
جب شروع سونے میں ذرا سر بھاری ہوتا ہے اُسکا نام سِنَةٌ ہے اور جب آنکھ
بند ہو گئی اُسکا نام نُعَاس ہے اور جب گہری غفلت دل پر چھا گئی اُسکا نام نوم ہے (معالم
و مدارک وغیرہ) **سوال** حق تعالیٰ نے یہ جملہ لا تاخذہ سنۃ ولا نوم کیوں بیان فرمایا ہے

جواب ایک فائدہ اسمیں یہ ظاہر فرمایا کہ خالق کو مخلوق کے ساتھ حقیقت میں کچھ مشابہت نہیں آدمی جو سویا کرتا ہے اُسمیں یہ منفعت ہے کہ اگر کاروبار میں تھک گیا اور اعضا سست بیکار ہو گئے تو جہاں آرام سے پڑکر سو رہا وہ سب کلفت بدن کی جاتی رہی اور سب اعضا چست اور درست ہو گئے اور یہ بھی فائدہ ہے کہ جب تک جاگتا رہتا ہو اُسکی روح تحریک اعضاء ظاہری میں مصروف رہتی تھی پھر جب روح ظاہر بدن کو چھوڑکر باطن کی طرف متوجہ ہوتی ہے تب ظاہری اعضا بیکار ہو جاتے ہیں اور روح ہضم غذا کی طرف متوجہ ہوتی ہے حق سبحان نے جملہ معلومہ ذکر فرما کر ظاہر فرمادیا کہ وہ مخلوق کیطرح ہرگز نہیں جو کاروبار میں تھک کر نیند سے اُسکا دفعیہ چاہے معاذ اللہ اور نہ وہ کھانے پینے کا محتاج ہے جو نیند لیکر اُسکو ہضم کرے یا بدن کے بخارات اوپر چڑھیں العیاذ باللہ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اوّل اپنا نام الحیّ فرمایا ہے یعنی زندہ اور مخلوقات میں یہ دیکھا جاتا ہے کہ جو کوئی زندہ ہوتا ہے وہ کبھی سو جاتا ہے اور نیند کو موت سے علاقہ برادری ہے کہ النوم اخ الموت یعنی سوجانا مرجانے کا بھائی ہے اسواسطے حق سبحانہ نے ظاہر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی حیات ایسی نہیں جیسی مخلوقات کی حیات بلکہ وہ ایسی حیات کے ساتھ حی ہے کہ سوجانا جو برادر موت ہے وہ بھی اسپر محال ہے بھلا اصل موت تو کہاں تیسرا فائدہ یہ ہے کہ الحی کے بعد جو القیوم بھی اپنا نام ذکر فرمایا یعنی کل جہان کا تھامنے والا اب اسکے بعد جملہ مذکورہ لانے سے اسم سابق کے کامل طور پر تاکید فرمادی یعنی دنیا میں جو بعض آدمی کسی چیز کو ہاتھوں میں تھامتے ہیں جب اُنکو نیند آتی ہے وہ چیز ہاتھ سے چھوٹ جاتی ہے کیونکہ نیند غفلت کا سبب ہے اللہ تعالیٰ نے اونگھ اور نیند کو جو اسباب غفلت ہیں ذکر فرما کر اصل مسبب یعنی غفلت کی نفی فرمائی معلوم ہوا کہ اُسکے ذات پاک پر سہو و نسیان و غفلت ہرگز طاری نہیں ہو سکتی (بیضاوی وخطیب وغیرہ)

حکایت بنی اسرائیل کے مقالات اور سوالات جا بجا نہایت مشہور ہیں از انجملہ

ایک سوال اس موقع کا بھی منقول ہے کہ انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کی معرفت سوال کرایا
موسیٰ علیہ السلام نے فرشتوں سے پوچھا کیا ہمارا اللہ بھی سوتا ہے تب اللہ تعالیٰ نے
فرشتوں کو حکم دیا کہ تم موسیٰ کو تین دن تک جگائے رکھو ایک دم نہ سونے دو پھر ان کو دو شیشے
بھر کر دیدے کہ دونوں ہاتھوں میں تھامے رہو یہ تین دن تک جاگتے رہے لیکن [illegible] سے
جو نیند جھوم کر آئی اور ہاتھ سست پڑے دونوں شیشے گر کر چور ہو گئے پھر اللہ تعالیٰ نے
وحی فرمائی اے موسیٰ اپنی قوم کو کہدے کہ میں تمام زمین اور آسمانوں کو تھامے ہوئے
ہوں اگر سو جاؤں تو سب ٹوٹ پھوٹ جائیں (کشاف وکبیر وروح بتفاوت
بعض الالفاظ منہا)

بندہ کا حصہ اس صفت الٰہی یعنی لا تاخذہ سنۃ ولا نوم میں یہ ہو کہ جہاں تک ہو غفلت اور
آنکھوں سے نیند دور کرے اگرچہ اللہ تعالیٰ نے بندہ کو سونے کی اجازت دی ہے
لیکن وہ قلیل بقدر ضرورت ہو زیادہ کسی صورت خدا تعالیٰ کو پسند نہیں حضرت بایزید
بسطامی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ مجھ کو عالم غیب سے کچھ کشائش نہ ہوئی جب تک میں نے
اپنی رات کو دن جیسا یعنی راتوں کو بھی ایسا ہی جاگتا جیسا دن کو جاگتا تھا۔

حکایت ایک استاد کے دو شاگردوں میں بحث ہوئی ایک نے کہا سونا اچھا ہے
اسواسطے کہ انسان اس حال میں کوئی گناہ نہیں کرتا۔ دوسرے نے کہا جاگنا اچھا ہے
اسواسطے کہ خدا تعالیٰ کی معرفت اور عبادت جاگتا آدمی کرے گا نہ سوتا ہوا پھر دونوں
جھگڑا استاد کے پاس لے گئے استاد نے سنکر فرمایا اے جاگنے کی فضیلت بیان کرنیوالے
تیرے حق میں زندگی بہتر ہے استاد نے اس قول سے ظاہر فرمایا کہ اس دوسرے شاگرد
کی زندگی خراب ہے جو سونے کو افضل کہتا ہے۔

حکایت ایک آدمی نے خدمت کے لئے ایک بندی خریدی تھی جب رات ہوئی اس کو
کہا بچھونا بچھا دے اس نے پوچھا اے میرے مالک کیا تمہارا بھی مالک ہے اس نے

جواب دیا کہ ہاں پھر پوچھا تمہارا مالک سویا کرتا ہے کہا نہیں پھر کہا تم کو شرم نہیں آتی کہ تمہارا مالک نہ سوئے اور تم سویا کرو اور انتہی۔ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ اکثر یہ شعر پچھلی رات کو پڑھا کرتے تھے یا ذا الذی استغرق فی نومہ ما نوم عبد ربہ بلا ینام اے نیند میں ڈوبے ہوئے بیج ہے اُس غلام کا سونا جسکا مالک نہ سوئے۔

مباحث لفظی - سوال - مبالغہ کا قاعدہ یہ چاہتا تھا کہ یوں فرمایا جاتا لا تأخذہ نوم ولا سنۃ یعنی اُسکو نیند نہیں آتی بلکہ اونگھ بھی پھر اس ترکیب کو چھوڑ کر لا تأخذہ سنۃ ولا نوم کیوں فرمایا۔ جواب یہاں منظور ترتیب وجودی ہے یعنی جب نیند آیا کرتی ہے اول اونگھ پیدا ہوتی ہے پھر نیند آجاتی ہے سو جو چیز اول پیدا ہوتی ہے اللہ تعالیٰ نے اول اُسی کی نفی فرمائی اور بعد میں اُسکی نفی فرمائی جو بعد میں پیدا ہوتی ہے چنانچہ وارد ہوا ہے لا یغادر صغیرۃ ولا کبیرۃ الا احصاھا یعنی نامہ اعمال نے نہیں چھوڑی کوئی چھوٹی بات نہ بڑی بات مگر سب کو گھیر لیا اسمیں نفی چھوٹی کی اول اور بڑی کی بعد میں فرمائی کیونکہ ہر شے اول میں صغیر ہوتی ہے اور کبیر آخر میں ہوتی ہے تو اول کی نفی اول اور آخر کی نفی آخر میں فرمائی اور یہ بھی محاورہ میں داخل ہو جو کہتے ہیں لا یأخذہ امیر ولا سلطان یعنی اس آدمی کو نہ حاکم پکڑے نہ بادشاہ رسم یہ ہے کہ اول درجہ میں مواخذہ حاکم کرتا ہے پھر بادشاہ اس لیئے اول امیر کے پکڑنے کی نفی کی اور پھر بادشاہ کے پکڑنے کی بس اسی محاورہ کے موافق اس مقام پر اونگھ کی نفی اول اور نیند کی نفی پیچھے کی گئی (خطیب)

سوال ولا نوم میں لفظ لا کس واسطے زیادہ کیا۔

جواب تاکید کے واسطے تاکہ نوم کی نفی تبعاً نہ ہو بلکہ بالاستقلال ہو اسیواسطے عرب کا قاعدہ ہے کہ بولتے ہیں ما قام زید و عمرو بل احد ہما اور جب کوئی یوں کہے کہ ما قام زید ولا عمرو پھر گنجائش نہیں رہتی کہ اسکے بعد کہیں بل احدہما (تفسیر جمل)

قولہ تعالیٰ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ اُسی کا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔ یعنی جب یہ ثابت ہو چکا کہ وہ قیوم کل ہے عالم وجود میں تمام اشیا کی حقیقتیں اور کل مخلوقات کی ذات وصفات واحوال وافعال جو کچھ بھی ہے سب اُسکی ذات سے قایم سب کو اُس نے پیدا کیا تو بہت واضح طور پر ثابت ہو گیا کہ یہ سب چیزیں جو آسمانوں اور زمین میں ہیں سب اُسی کے مملوک ہیں (کبیر)

سوال اس جملہ سے کیا ثابت کرنا منظور ہے۔

جواب ایک عمدہ دلیل قایم کرنی منظور ہے اس عقیدہ پر کہ حق سبحانہ کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں تقریر اسکی یہ ہے کہ جب یہ سب چیزیں جو زمین وآسمان میں ہیں اُسی کے مملوک ٹھہریں تو مشرکوں کے پوجنے کے بُت جو زمین میں ہیں اور اُنکی پوجا کے ستارے جو آسمان میں ہیں یہ بھی سب اُسی وحدہٗ لاشریک کے مملوک ٹھہرے اور جب مملوک ٹھہرے تو ہرگز عبادت کے مستحق نہیں ہو سکتے لہٰذا عبادت کا مستحق وہی ایک ہے جو زمین وآسمان کی سب چیزوں کا مالک اور خالق ہے (روح البیان وغیرہ)

سوال خدا تعالیٰ نے آسمان وزمین کی درمیانی چیزوں کو ذکر کیا کہ سب اُسی کی ہیں خود آسمان وزمین کو کیوں ذکر نہ فرمایا حالانکہ یہ بھی تو اُسی کے ہیں اسکے دو جواب ہیں۔

ایک یہ کہ حق تعالیٰ کو الزام دینا مشرکین کا منظور ہے اور مشرکین زمین وآسمان کو نہیں پوجتے تھے بلکہ جو زمین میں بُت اور آسمان میں بعض ستارے ہیں اُن کو پوجتے تھے اسلئے اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین کا ذکر نہ فرمایا بلکہ اسکی درمیانی موجودات کو ذکر فرمایا کہ یہ سب چیزیں جنمیں تمہاری معبودات باطلہ بھی داخل ہیں خدا تعالیٰ کی مملوک ہیں پھر تم کیوں اُنکو مالک ومعبود قرار دیتے ہو (تفسیر جمل)

دوسرا جواب یہ ہے کہ کچھ وارد نہیں ایسی عبارت میں کہہ سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کا ذکر نہیں فرمایا بلکہ اسی عبارت میں اُنکو بھی اپنا مملوک فرمایا ہے

اسواسطے کہ جب یوں فرمایا کہ اسی کا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے تو اسکا
مضمون یوں سمجھنا چاہئے کہ جسطرح آسمانوں میں فرشتے اور ستارے وغیرہ ہیں اور زمین
میں حیوانات و نباتات و جمادات موجود ہیں اسی طرح آسمانوں میں خود اجزاء آسمانی
اور زمین میں خود اجزاء زمینی موجود ہیں اسواسطے کہ یہ بات بالبداہت ثابت ہے کہ
ہر چیز کے اجزاء اور اعضاء اُس چیز میں داخل ہوتے ہیں نہ خارج پس برہان عقلی سے
ثابت ہوگیا کہ جملہ لہٗ مافی السمٰوات وما فی الارض سے یہ بات ثابت ہو کہ آسمانوں میں
جو کچھ ہے خواہ وہ آسمانوں کے اجزاء داخلی ہوں خواہ دوسری اشیاء خارجی اور اسی
طرح زمین میں جو کچھ ہے خواہ وہ اُس زمین ہی کے اجزاء داخلی ہوں یا دوسری اشیاء
خارجی یہ سب اللہ ہی کی ہیں اس تقریر سے عمدہ طور پر ثابت ہوگیا کہ مراد الٰہی اس جملہ
سے یہ ہے کہ سب آسمان و زمین اور جو کچھ انمیں ہے سب اللہ ہی کا ہے (بیضاوی روح)
قولہ تعالیٰ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗ اِلَّا بِاِذْنِہٖ کون ایسا ہے جو شفاعت کرے
اُسکے پاس بغیر حکم اُسکے۔ یہ بیان ہے اللہ تعالیٰ کی بڑائی کا کہ ایسا ہونا تو بالکل محال ہے جو
کوئی برابری کا دعویٰ کر کے خدا تعالیٰ سے کہے کہ فلاں مجرم خطاوار کو چھوڑ دیجئے پھر خدا
تعالیٰ اُسکے دباؤ میں آکر چھوڑ دے یہ تو کسیطرح ممکن نہیں بلکہ یہاں یہ بھی ممکن
نہیں کہ کوئی منت و زاری کر کے عاجزی اور التجا سے کسی مجرم کو خدا تعالیٰ سے چھڑوانا
چاہے اور چھڑوا دے (بیضاوی وغیرہ) اسکی وجہ یہ ہے کہ اوپر بیان ہو چکا لہٗ مافی
السمٰوات وما فی الارض یعنی سب اُسی کا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین
میں ہو تو اسکی چیزوں میں تصرف کرنیکا کسکو حق ہو سکتا ہے بطور التجا و شفاعت بھی اسکے
مجرموں میں دخل دینا کسکا کام ہے وہی مالک و مختار ہے جو معاملہ چاہے اپنے مجرموں اور
مطیعوں کے ساتھ کرے اللہ تعالیٰ نے یہ فرما کر مشرکوں کی آس توڑ دی کہ وہ بھروسا
کئے بیٹھے تھے کہ ہمارے معبود ہم کو خدا سے ضرور چھڑوا لینگے انکا یہ قول قرآن شریف میں

منقول ہے کہ ھٰؤلاءِ شُفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللّٰہِ یعنی یہ بت ہماری شفاعت کرنیوالے ہیں اللہ تعالیٰ کے پاس مگر اللہ تعالےٰ نے فرمایا وَیَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَا یَضُرُّھُمْ وَلَا یَنْفَعُھُمْ یعنی یہ مشرکین پوجتے ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا ایسوں کو جو نہ اُن کو نقصان دے سکیں نہ نفع پہنچا سکیں اس سے معلوم ہوا کہ اُنکے معبود شفاعت بھی نہ کر سکیں گے کیونکہ اگر شفاعت ہی کرتے اور کچھ مدد نہ کرتے تو یہ بھی بہت بڑا نفع تھا اور آیت میں یہ بیان ہے کہ انکے معبود کچھ بھی نفع نہیں پہنچا سکتے اس لیے بتوں کی شفاعت کی اُمید ٹوٹ گئی۔ ہاں اللہ تعالیٰ سے جسکو شفاعت کی اجازت ہو جائیگی وہ شفاعت کرسکتا ہے یہ معنی لفظ اِلَّا بِاِذْنِہٖ کے ہیں اور دوسری جگہ بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے لَا یَتَکَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَہُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا یعنی حاضرین میدان قیامت نہیں بول سکیں گے مگر جس بندہ کو خدا تعالیٰ اجازت دیگا کہ ہاں سفارش کر وہ بول سکیگا بشرطیکہ حسب قاعدہ صحیح اور درست بات عرض کرے (تفسیر کبیر) حسب قاعدہ صحیح بات سے مراد یہ ہے کہ جو شفاعت پر کھڑا ہو وہ کافروں بدعقیدہ کے حق میں شفاعت نہ کرے بلکہ خاص اُنکے حق میں عرض معروض کرے جو باعث ایمان یہ استحقاق رکھتے ہوں کہ اُنکی خطائیں معاف کیجائیں (تفسیر عزیزی پارہ عم) بعض فرقے بدعتیوں کے ہیں انہیں ایک فرقہ معتزلہ ہے وہ کہتے ہیں گنہگاروں کی ہرگز شفاعت نہ ہوگی اس آیت سے اُنکا مذہب رد ہو گیا کیونکہ اول اللہ تعالیٰ نے شفاعت کا انکار فرما کر بعد اذن فرمایا (اِلَّا بِاِذْنِہٖ) یعنی مگر اللہ کے اذن اور اجازت سے شفاعت ہوگی اب یہ جاننا چاہیے کہ شفاعت روز قیامت کس طرح سے ہوگی۔

اے مومن صادق اور محب راسخ خوب جان لے کہ وہ سید الانبیاء والمرسلین محبوب حضرت رب العالمین سیدنا و شفیعنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ جب سب انبیا علیہم السلام انکار کر چکیں گے کہ ہم اس قابل نہیں تب آپ اس کام کا

ذمہ کرینگے اور ارشاد فرمائینگے کہ دل میں اسلام کے بیٹھے ہوں پھر آپ شفاعت فرمائینگے
------------- اور یہ بھی خدا سے درخواست
کرینگے کہ اور متوسلین کو بھی شفاعت کرنے کی اجازت ہو جائے تب فرشتے اور انبیا اور
اولیا اور مومنین بھی شفاعت کرینگے اس مقام پر بعض اکابر نے بطور کشف یہ معلوم کیا
ہے کہ جب سب گنہگار مومن بشفاعت شافعین دوزخ سے نکل چکیں گے بعض ایسے آدمی بھی
دوزخ میں ہونگے کہ وہ ایمان شرعی طور پر یعنی بواسطہ انبیا حاصل نہ رکھتے تھے اور کوئی
کام انہوں نے موافق شریعت کیا تھا مگر دلائل عقلی سے خدا کو ایک جانتے تھے اُن کو خود
ارحم الراحمین بلا شفاعت دوزخ سے نکالدیگا رب اغفر وارحم وانت خیر
الراحمین (روح مختصا) قولہ تعالیٰ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَمَا خَلْفَھُمْ جانتا
ہے جو اُن کے آگے ہے اور جو اُنکے پیچھے ہے آگے پیچھے کی تفسیر میں مفسرین کی کئی عبارتیں
ہیں ا مجاہد اور عطا کہتے ہیں آگے سے مراد اُمور دنیا ہیں کیونکہ یہ بالفعل انسان کے
سامنے موجود ہیں اور پیچھے سے مراد اُمور آخرت ہیں کیونکہ وہ انسان سے پوشیدہ ہیں
جیسے پس پشت کی چیز پوشیدہ ہوتی ہے ۲ ضحاک اور کلبی اسکے برخلاف کہتے ہیں وہ آگے
سے مراد آخرت اور پیچھے سے دنیا رکھتے ہیں اسواسطے کہ آدمی آخرت کیطرف چلتا ہے
تو آخرت اُسکے آگے ہے اور دنیا کو پیچھے چھوڑتا ہے ۳ عطائی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
یہ روایت کی ہے کہ آگے مراد زمین سے آسمان تک ہے کیونکہ یہ آدمیوں کے سامنے
ہے اور جو آسمانوں میں ہے وہ پیچھے ہے ۴ بعضوں نے کہا جو کچھ بھلا یا بُرا کام کر چکے وہ
آگے ہے اور جو آئندہ کرینگے وہ پیچھے ہے (کبیر و معالم وغیرہ) ۵ جو چیز حواس ظاہرہ سے
پہچانیں وہ آگے ہے اور جو چیز عقل سے جانیں وہ پیچھے ہے ۶ جو چیز انسان کی سمجھ میں آگئی
وہ آگے ہے اور جو نہیں آئی وہ پیچھے ہے (بیضاوی) اصل مقصود یہ ہے جو گنہگار قابل
شفاعت ہیں اور جو نہیں اور اسیطرح اُنکی شفاعت کرنیوالے جو فرشتے ہیں یا انبیا

یا اولیا صدیقین شہدا صالحین اللہ تعالیٰ ان سب کے حالات کو جانتا ہے کہ کون گنہگار بخشے جانے کے قابل ہے اور کون نہیں اور اسیطرح کون عالی منصب دوسروں کو بخشوانے کی لیاقت رکھتا ہے اور کون نہیں اسی لیئے شفاعت اذن الٰہی پر موقوف ہے روز قیامت بے اذن الٰہی کوئی شفاعت جرات نہ کریگا (تفسیر کبیر ملخصاً)

قولہ تعالیٰ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ اور زمین و آسمان والے نہیں گھیر سکتے کچھ اُسکی معلومات میں سے مگر جو وہ چاہے۔ یہاں علم سے مراد وہ علم جو صفت الٰہی ہے نہیں ہو سکتے اسیواسطے مفسرین نے یہاں علم سے معلوم لکھے ہیں اور عرب میں مصدر بمعنی مفعول بھی آتا ہے کہا کرتے ہیں اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا عِلْمَكَ فِيْنَا یعنی یا اللہ بخشدے جو تجھ کو معلوم ہیں خطائیں ہم میں اللہ تعالیٰ کا مقصد اس کلام سے یہ ہے کہ خدا کا علم تو سب طرف سے خلق کو محیط ہے اور خلق کو اُسکی کسی معلوم کا احاطہ نہیں جسقدر خدا تعالیٰ معلوم کرا دیتا ہے اُسیقدر وہ جانتے ہیں خواہ وہ غیب کا علم ہو یا اشیاء موجودہ ظاہرہ کا (تفسیر کبیر ملخصاً) **قولہ تعالیٰ** وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ گھیر لیا ہے اُسکی کرسی نے آسمانوں اور زمین کو۔ لکڑی کی چوکی جو غالباً ایک آدمی کے بیٹھنے قابل ہوتی ہے اُسکو کرسی کہتے ہیں اور کبھی تخت کو بھی کرسی کہتے ہیں جیسا سورۂ ص کے تیسرے رکوع میں ہے وَأَلْقَيْنَا عَلٰى كُرْسِيِّهِ جَسَدًا ثُمَّ أَنَابَ ڈالدیا ہم نے اُسکے تخت پر ایک بدن یہاں کرسی سے وہی سلیمان علیہ السلام کا تخت مشہور مراد ہے لیکن آیۃ الکرسی میں جو لفظ کرسی آیا ہے اُسکی تفسیر میں چند اقوال ہیں۔

اول قول یہ ہے کہ کرسی ایک مجسم چیز ہے بہت بڑی جسمیں ساتوں آسمان اور زمین سما جائیں پھر اس مجسم چیز کی تشریح میں بھی چند عبارتیں ہیں بعضوں نے کہا ہے کہ یہ کرسی وہی ہے جسکو عرش کہتے ہیں اسواسطے کہ زبان عرب میں جسطرح تخت کو عرش کہتے ہیں کرسی بھی کہتے ہیں (کبیر و معالم) ۲ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ کرسی

رکھی ہوئی ہے عرش سے اسطرف اور گنجائش اُسمیں اس قدر ہے جسقدر آسمانوں
اور زمین میں گنجائش ہے ایک روایت میں آیا ہے کہ ساتوں آسمان اور زمین کرسی کے
مقابل ایسے ہیں جیسے جنگل میدان میں ایک حلقہ یعنی چھلا وغیرہ پڑا ہوا اور کرسی عرش
کے سامنے ایسی ہے جیسا حلقہ جنگل میدان میں پڑا ہو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
روایت ہے کہ ساتوں آسمان اور ساتوں زمین کرسی میں ایسے ہیں جیسے سات
روپیہ ڈھال میں پڑے ہوں علی اور مقاتل نے یہ کہا ہے کہ کرسی عرش کے
سامنے ہے اُسکا ہر پایہ اسقدر لمبا ہے جیسے ساتوں آسمان اور ساتوں زمین اُسکو
چار فرشتوں نے اُٹھا رکھا ہی ہر فرشتہ کے چار مُونھ ہیں اور اُنکے پاؤں اُس پتھر پر
جو ساتویں زمین کے نیچے ہے اُنکی پیمائش پانسو برس کا رستہ ہے ۔ ایک فرشتہ اُن میں
آدم علیہ السلام کی صورت پر ہے وہ آدمیوں کے واسطے روزی اور بارش مانگتا رہتا
ہے اس برس سے اُس برس تک اور ایک فرشتہ بیل کی صورت ہے اور بیل چوپاؤں کا
سردار ہے وہ فرشتہ چوپاؤں کی روزی مانگتا ہے اس سال سے اُس سال تک مگر جب
بچھڑا پوجا گیا ہے اُس فرشتہ کے چہرہ پر ناخوشی معلوم ہوتی ہے اور ایک فرشتہ شیر کی صورت
ہے اور شیر درندوں کا سردار ہے وہ فرشتہ درندوں کی روزی اس سال سے اُس سال
تک سوال کرتا ہے اور ایک فرشتہ گرگس کی صورت ہے اور گرگس پرندوں کا سردار
ہے وہ فرشتہ پرندوں کی روزی مانگتا رہتا ہے اس سال سے اُس سال تک ۔ اور
بعض روایات میں آیا ہے کہ حاملین عرش اور حاملین کرسی کے بیچ میں ستر حجاب اندھیرے
کے ہیں اور ستر حجاب نور کے ہر حجاب پانسو برس کا رستہ ہے اگر یہ حجابات درمیان
میں نہ ہوں تو حاملان عرش کی تجلی سے وہ فرشتہ کرسی کے اٹھانیوالے جل جائیں ۔
(معالم التنزیل و تفسیر خطیب) ف فلک ثامن یعنی آٹھواں آسمان ہوگا جسکو فلک البروج کہتے ہیں
(بیضاوی) واضح ہو کہ فلسفی لوگ نو آسمان قرار دیتے ہیں ۔ جیسے آسمان میں جاننا ۔

دوسرے میں عطارد تیسرے میں زہرہ چوتھے میں سورج پانچویں میں مریخ چھٹے میں مشتری ساتویں میں زحل یہ ساتوں تارے پھرنے ہیں انکو سبع سیارہ کہتے ہیں آٹھویں آسمان میں وہ سب تارے ہیں جو بذات خود متحرک نہیں اُن تاروں کو ثوابت اور اس آسمان کو فلک البروج اور فلک ثوابت کہتے ہیں نویں آسمان میں ایک بھی تارا نہیں اس آسمان کو فلک اطلس اور فلک الافلاک کہتے ہیں بعض علماء دین نے جو مذہب فلاسفہ و شرع میں تطبیق دی ہے یہ کہا ہو کہ قرآن میں سات آسمان آئے ہیں اور ایک کرسی اور ایک عرش کل ملکر نو ہی تو آسمان ہو گئے جسکے قایل فلاسفہ ہیں شاہ عبد العزیز دہلوی رحمۃ اللہ کا بھی میلان اسیطرف معلوم ہوتا ہے کیونکہ انہوں نے تفسیر سورہ ملک میں فرمایا ہو کہ ہر آسمان میں ایک ایک تارا ہو اور باقی سب تارے کرسی میں ہیں مفسر بیضاوی رحمۃ اللہ کا اشارہ بھی اس قول کیطرف ہے جو آیۃ الکرسی کے ذیل میں لکھا ہے لعلہ الفلک المشہور بفلک البروج (مؤلف رسالہ ہذا)

دوسرا قول یہ ہے کہ مراد کرسی سے علم ہے قاموس میں لکھا ہے کرسی تخت کو اور علم کو کہتے ہیں اور کراسی اسکی جمع ہے منتہی اس عبارت سے ظاہرا یہ سمجھا جاتا ہو کہ کرسی کو بمعنی علم لینا معنی مجازی نہیں جیسا بعض مفسر سمجھتے ہیں (تفسیر جمل) سعید ابن جبیر نے ابن عباس سے روایت کی ہو کہ کرسی سے مراد اس آیت میں علم الہی ہے (معالم) اور طبری نے اسکو ترجیح دی ہے (جمل) جب کرسی کے معنی علم ٹھہرے تو مطلب آیت کا یہ ہوا کہ لیلیا اُسکے علم نے سب آسمانوں اور زمین کو اسکی نظیر سورہ مومن میں موجود ہے ربنا وسعت کل شئی رحمۃ وعلما یعنی اے رب ہمارے لیلیا تونے ہر چیز کو اپنی رحمت اور علم میں (مدارک)

تیسرا قول کرسی سے مراد بادشاہی اور ملک ہو عرب میں قدیمی بادشاہی کو کرسی کہتے ہیں۔ (معالم) اور اہل عرب ہر چیز کی اصل کو بھی کرسی کہتے ہیں (کبیر) اور شاہ ولی اللہ

دہلوی رحمۃ اللہ نے بادشاہی کے معنی اختیار کیے ہیں اور اس آیت کا ترجمہ یہ کیا ہے
فراگرفتہ است پادشاہی او آسمانہا را و زمین را
چوتھا قول کرسی سے مراد وہ قدرت ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو تھام رکھا ہے عرب کہتے ہیں اجعل لهذا الحائط کرسیا ای ما یعمدہ یعنے بنا اس دیوار کا پشتیبان جس سے اسکو سہارا ہو (تفسیر جمل) اس تیسرے اور چوتھے قول کے موافق یہ معنی ہونگے کہ اُسکی پادشاہی اور اُسکی قدرت نے لیلیا ہے تمام آسمانوں اور زمین کو خلاصہ یہ ہے کہ جس مفسر نے معنی الحی القیوم پر نظر ڈالی ہے اُسکی مناسبت سے کرسی قدرت قیومیت کو قرار دیا ہے اور جس نے معنی لہ ما فی السموات والارض کو ذہن نشین رکھا ہے اُس نے کرسی سے مراد پادشاہی اور ملک لی ہے کہ تبارک الذی بیدہ الملک اور فرمایا بیدہ ملکوت کل شیء اور جنہوں نے مضمون یعلم ما بین ایدیہم وما خلفہم کی مناسبت دیکھی اُس نے کرسی سے مراد علم لیا ہے مؤلف کی رائے میں ان اختلاف تفسیرات کی وجہ یہ آتی ہے واللہ اعلم۔ **پانچواں قول** یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی عظمت اور شان کبریائی کو ان الفاظ سے بیان کیا ہے جنسے انسان اپنے محاورہ مستادہ کے موافق شان جلال و احترام کو سمجھ جائے مثلاً جب یہ سنیگا کہ اُسکی کرسی آسمانوں اور زمین سے بڑی ہے یہ سمجھیگا کہ وہ سب سے زیادہ عالیشان ہے پس آیت میں مراد اظہار عظمت و کبریائی ہے ورنہ یہاں کوئی بیٹھنے کی کرسی نہیں اور نہ کوئی اُسپر بیٹھنے والا جیسا سورہ زمر میں آیا ہے وَالْاَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ بِيَمِيْنِهٖ قبضہ عربی میں مٹھی کو کہتے ہیں اور یمین دہنے ہاتھ کو مگر بعض مفسر اسمیں کہتے ہیں کہ قبضہ سے مراد ملکیت ہے اور یمین سے مراد قوت اور قدرت یعنی ساری زمین اُسکی ملک ہوگی روز قیامت کوئی اُسمیں دخل نہ دے سکیگا اور سب آسمان لپٹے ہوئے ہونگے اُسکی قوت اور قدرت میں (بیضاوی ملخصاً) اسیواسطے علامہ تفتازانی نے کہا ہے کہ یہ ایسی بات ہے جیسے لفظ مرکب کبھی

بولے معنی عقلی و نقلی مراد رکھیں اجمال اسکی تقریر یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات وصفات
کو مخلوق سے اسیطرح بیان فرمایا ہے جسطرح اُنکو اپنے ظاہری بادشاہوں کے ساتھہ
عادت تھی مثلاً اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو اپنا گھر بیان فرمایا اُسکی زیارت اور طواف کا حکم کیا
یہ ایسا ہے جیسا رعایا بادشاہ کے دربار میں حاضر ہوتے ہیں اور وہاں کے آداب وقاعدے
بجالاتے ہیں اور اسیطرح حجر اسود کو فرمایا کہ یہ یمین اللہ ہے یعنی داہنا ہاتھ ہے
اُسکے چومنے کا حکم دیا یہ ایسا ہو جیسا رعایا سلاطین کے پاس جاکر اُنکا ہاتھ چومتے ہیں اور
اسیطرح اپنے لیے عرش ثابت کیا اور وہاں سے احکام قضا وقدر جاری ہوتے ہیں جیسا
بادشاہ تخت پر بیٹھکر حکم نافذ کرتا ہی جب یہ بالاتفاق ہم سب مانے ہوئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ
گھر میں رہنے اور تخت پر بیٹھنے اور دست بوسی وغیرہ سے بالکل پاک ہی لیکن جس قسم
کے سامان سے انسان کے دل میں عظمت واقع ہوتی ہے وہی حق تعالیٰ نے
اُنکے حسب عادت زیارت کعبہ میں مقرر فرمائی بس یہی تقریر کرسی میں کرسکتے ہیں
کہ یہاں یہ مراد نہیں کہ کوئی بیٹھنے کی کرسی رکھی ہوئی ہے بلکہ لفظ کرسی سے شان عظمت کا
تصور دلایا ہے جیسا اوپر گزر چکا انتہی اگرچہ یہ قول اخیر یعنی پانچواں قول بھی ٹھیک ہی
معقولاً گفتگو ہے مگر معتمد علیہ وہی قول اول ہی کیونکہ اخبار صحیحہ سے ثابت ہوا ہی کہ کرسی
ایک جسم عظیم ہے عرش کے نیچے اور ساتوں آسمان کے اوپر موجود ہے اور جو مضمون
ظاہر الفاظ سے صراحۃً ثابت ہوا اُسکو بلا دلیل چھوڑ کر توجیہات پیدا کرنی جائز نہیں
اور کرسی کا ایک چیز جسم ہونا جسطرح شرعاً ثابت ہی عقلاً ممتنع نہیں بنا علیہ اس قول کا
اتباع واجب ہے (تفسیر کبیر ملخصاً) اور باقی تین قول جو گزرے کہ اس آیت میں کرسی
سے مراد علم یا بادشاہی یا قدرت ہے ان میں اسکا انکار نہیں کہ کرسی کوئی چیز نہیں بلکہ ہوسکتا
کہ کرسی فی الواقع ایک جسم عظیم موجود ہو باوجود اُسکے اس آیت میں یہ مراد ہو کہ پھیلا لیا
ہے اُس کے حکم نے اور اُسکی پادشاہی نے اور اُسکی قدرت نے تمام آسمانوں اور

زمین کو پانچویں قول میں یہ بات کہ کرسی کوئی چیز نہیں مخالف احادیث ہے اگر یہ فقرہ دور کر دیا جائے تو باقی میں کچھ برائی نہیں۔

قولہ تعالیٰ وَلَا یَؤُدُہٗ حِفْظُھُمَا اور گراں نہیں اُسکو تھامنے رہنا ان دونو کا مراد دونو سے آسمان اور زمین ہیں لَا یَؤُدُہٗ کا مصدر لفظ (اود) ہے بفتح الف و سکون واو۔ اسکے معنی ہیں کسی چیز پر زور ڈالکر اُسکو ٹیڑھا کر دینا مثلاً اسباب تو سیدہی لکڑی پر اتنا زور ڈالکر اُسکو خم کردے تب کہیگا اُدْتُ العُوْدَ یعنی میں نے لکڑی کو جھکا دیا اور خم کردیا یہ اصلی معنی ہیں اور محاورات عرب میں بمعنی مشقت و گرانی مستعمل ہوتا ہے چنانچہ یہاں بھی یہی مراد ہے کہ ان کا محفوظ و قایم رکھنا خدا تعالیٰ کو ہرگز گراں اور دشوار نہیں اور اس مضمون کے بیان کرنے میں ظاہرا حکمت یہ ہے کہ آدمیوں کا عقیدہ صحیح ہوجائے اور شان الٰہی کی عظمت دلوں میں بیٹھ جائے تقریر اسکی یہ ہے کہ زمین کی پیمائش جو حسب قرار داد علما ہیئت و ہندسہ جغرافیہ میں لکھی ہے اُنیس کروڑ بتر لاکھ میل ہے اُسکا دور محیط تقریباً پچیس ہزار میل اور قطر آٹھ ہزار میل جب زمین اتنا بڑا جسم کثیر المقدار ہے اس کے مقابل میں آسمان کو دیکھنا چاہیئے کہ کسقدر طویل و عریض ہوگا سورج کو انگریزی جغرافیہ میں ایکسو اٹھارہ حصہ زیادہ زمین سے لکھا ہے اور علامہ زکریا بن محمد قزوینی نے کتاب عجائب المخلوقات میں لکھا ہے کہ وہ زمین سے ایکسو چہا سٹھ حصہ بڑا ہے اور مفسر روح البیان نے بھی علم ہندسہ سے ایسا ہی ثابت کیا ہے یعنی یہ لکھا ہے کہ وہ زمین سے ایکسو ساٹھ حصہ اور کچھ اوپر زیادہ ہے جب سورج اسقدر بڑا ہے آسمان کو دیکھئے وہ زمین سے کسقدر بڑا ہوگا پھر دوسرا آسمان پہلے آسمان سے کتنا وسیع ہوگا اسیطرح ساتوں آسمان تک خیال کرتے جایئے پھر کرسی اور عرش جنکو فلاسفہ آٹھواں اور نواں آسمان کہتے ہیں کسقدر بڑے ہونگے اب بیچارہ انسان جا اوہام و تخیلات میں گرفتار ہے اور خطرات و وساوس کا پتلا اس کا تدنی آزاد کبھی ایسا وہم نکرنیگی

کہ خدا تعالیٰ اپنی ذات سے ایک ہے وہ ان سب کو کسطرح تھامتا ہوگا اور اگر
تھامتا ہی تو شاید کچھ دقت اور شکل پیش آتی ہوگی اس لئے ارشاد ہوا کہ وہ حی قیوم سب کا
قایم رکھنے والا ایسا ہی کہ تمام آسمانوں اور زمین کا قایم رکھنا کچھ اُسکو گراں نہیں اور جملہ
وسع کرسیہ السموات والارض کی شرح میں ہم ثابت کرچکے کہ لیلیا ہے اسکی بادشاہی
اور قدرت نے تمام آسمانوں اور زمین کو۔ اور نیز شرح لفظ (الحی القیوم) میں لکھ چکے
سورۂ فاطر کی آیت جسکے یہ معنی ہیں کہ تحقیق اللہ تعالیٰ تھام رہا ہے آسمانوں اور زمین کو
کہ ٹل نجاویں اور اگر ٹل جاویں تو کوئی نہ تھام سکے اُسکے سوا۔

قولہ تعالیٰ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ وہی ہے بلند اور بڑا۔ اللہ تعالیٰ کے بلند ہونے
سے یہ مراد ہے کہ عالم وجود میں جس جس کی شان عالی سمجھی جاتی ہے کسی کو خدا کے ساتھ
برابری نہیں اُسی کی شان سب سے بلند ہے اور ایسی بلند کہ وہاں کسی کا وہم وخیال
وگمان نہیں پہونچسکتا۔ اور اللہ تعالیٰ کے بڑا ہونے سے مراد یہ ہے کہ ممکنات موجودات
میں جو کوئی بڑے سے بڑا دیکھا جاتا ہے شان خداوندی کے سامنے چھوٹا اور کم معلوم
ہوتا ہے جب اُسکے سامنے سب چھوٹے اور کم مرتبہ ٹھرے لہذا اُسکو کہا گیا کہ وہ بڑا
ہے اور ایسا بڑا کہ کسی جن وبشر اور فرشتے کی عقل میں اُسکی حقیقت نہیں سماتی۔

اختتام و اظہار عقاید الاسلام امام رازی رحمۃ اللہ نے تفسیر کبیر میں
فرمایا ہے کہ عقول بشریہ کے نزدیک علوم الٰہیہ کا بیان اس سے زیادہ ممکن نہیں جو
آیۃ الکرسی میں موجود ہے میں کہتا ہوں واقعی امام نے سچ فرمایا ہر عاقل صحیح نظر سے
دیکھکر معلوم کرسکتا ہے کہ اس آیت میں کس قدر علوم الٰہیہ وعقائد اسلامیہ موجود
ہیں یعنی اللہ تعالیٰ واجب الوجود یکتا ہے کوئی اُسکا شریک ونظیر نہیں اور وہ خود
اپنی ذات سے آپ موجود اور قایم ہے اور ما سوا اُسکے جسقدر موجودات ہیں وہ سب
اُسکے موجود کرنے سے موجود اور قایم رکھنے سے قایم ہیں اور اُسکی قدرت اور

سلطنت میں ایک دم بھی سستی اور تغیر نہیں زمین اور آسمان اور جو کچھ اُن کے
اندر ارواح یا اجسام ہیں ذرہ ذرہ کا وہی مالک وہی خالق ہے اُسکا جلال اور
ہیبت اس درجہ پر ہے کہ تمام جن و بشر اور فرشتہ وغیرہ اُس کے سامنے
دم نہیں مار سکتے بطور سفارش بھی کسی کے لیے کچھ نہیں کہہ سکتے جب تک خدا
تعالیٰ خود کلام کی اجازت نہ دے اور اُس کو ذرہ ذرہ کا علم ہے تمام چیزیں کھلی یا چھپی
چھوٹی یا بڑی اگلی یا پچھلی سب جانتا ہے اُسکی قدرت اور اُسکا تصرف سب کو محیط ہے
اور ان سب کا جاننا اور سب پر تصرف کرنا اور سبکو قائم رکھنا ہرگز اُسکو
بھاری نہیں اور نہ یہ ہو سکے کہ جب وہ ایک طرف کے کام پر متوجہ ہو دوسری
طرف کے کام میں کچھ غفلت نہ آ جاوے وہ علی ہے یعنی ایسا عالی شان کہ وہم و خیال
بھی اُڑ کر اُسکی بلندی شان کو نہیں پا سکتا اور عظیم ہے یعنی اس قدر بڑا کہ تمام
ثقلین ملکر اُسکا احاطہ نہیں کر سکتیں فہم و ادراک کی رسائی بالکل قاصر ہے اب یہ مناسب
معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح مضامین تفصیلی مرقومہ بالا سے انتخاب کر کے بطور اختصار
یہ عقائد اسلامیہ اختتام میں لکھدیے گئے تاکہ جو آدمی تفصیل کی قدرت نہیں رکھتے
یہاں مختصر طور پر نتیجہ سمجھ لیں۔ اسیطرح آیۃ الکرسی کے جملے جو اوپر جدا جدا لکھے
گئے ہیں یہاں وہ سب ایک جگہ مع ترجمہ لکھدیے جائیں تاکہ جسکی نظر مقامات متفرقہ
میں اُنکو جمع کرنے پر قادر نہ ہو یہاں بسہولت تمام ذہن میں جمع کر لے۔

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ۚ

اللہ کوئی مستحق عبادت نہیں سوا اُسکے۔ زندہ ہے سب کا قائم رکھنے والا۔ نہیں قبضہ میں لا سکتی اُسکو اونگھ اور نہ نیند

لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۗ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا

اُسی کا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔ کون ایسا ہے جو شفاعت کرے اُس کے پاس

إِلَّا بِإِذْنِهٖ ۚ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ

بغیر حکم اس کے جانتا ہے جو ان کے آگے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے اور نہیں گھیر سکتی زمین اور آسمان

مِّنْ عِلْمِهٖٓ إِلَّا بِمَا شَاۗءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ ۚ

والے کچھ اس کی معلومات میں سے مگر جو وہ چاہے لیا ہوا اس کی کرسی نے آسمانوں اور زمین کو

وَلَا يَـــُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۝

اور گراں نہیں ہوتا اسکو تھامے رہنا ان دونوں کا۔ اور وہی بلند اور بڑا

اشعار راقم نثار در ثنائے این آیہ فیض الانوار

بیانِ شانِ حقیقت ہے آیۃ الکرسی
شیونِ حق کی حکایت ہے آیۃ الکرسی

جمالِ جلوۂ قدرت ہے آیۃ الکرسی
جلالِ حضرتِ وحدت ہے آیۃ الکرسی

متاعِ فیض سے کرتی ہے دل کو مالا مال
کنوزِ غیب کی دولت ہے آیۃ الکرسی

سب انبیا میں ہیں جس طرح مصطفےٰ ممتاز
سب آیتوں میں یہ آیت ہے آیۃ الکرسی

فرشتے آئے ہزار آئے لفظ لفظ کے ساتھ
یہ رکھتی شانِ جلالت ہے آیۃ الکرسی

خدا نے محض عنایت سے کی ہے ہم پہ نظر
ہوئی جو ہم کو عنایت ہے آیۃ الکرسی

کہاں ہم آدمِ خاکی کہاں یہ جوہر پاک
یہ اتری عرش سے نعمت ہے آیۃ الکرسی

ملی جو ہم کو یہ آیت خدا کا ہے احسان
کرم ہے لطف ہے رحمت ہے آیۃ الکرسی

کوئی مرض ہو کوئی درد ہو کوئی دکھ ہو
شفائے جملہ علت ہے آیۃ الکرسی

ہو مفلسی سے نجات اور دو جہاں کی معاش
تمام خیر ہے برکت ہے آیۃ الکرسی

بلائیں جاتی ہیں دور و لیں آئے نور
وہ شمعِ دافعِ ظلمت ہے آیۃ الکرسی

وہ شخص رہتا ہے شیطان سے رات بھر محفوظ
جو کرتا شب کو تلاوت ہے آیۃ الکرسی

لقب حدیث میں ہوا اُسکا مایہ دار صدیق | دلائے جسکا بحشرت ہے آیۃ الکرسی
وہ ہوگا مرتے ہی جنت میں جسکا ہے یہ نماز | ہمیشہ پڑھنے کی عادت ہے آیۃ الکرسی
جو چاہو کرسی مقصد پہ بیٹھنا بیدل | ذریعہ اُسکا یہ آیت ہے آیۃ الکرسی

وَصَلَّى اللهُ تَعَالَىٰ عَلَىٰ خَيْرِ خَلْقِهِ وَنُورِ عَرْشِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ
وَأَصْحَابِهِ وَأَوْلِيَاءِ أُمَّتِهِ أَجْمَعِينَ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ

تمت